جلد ۱۰ | فتح ۱۳۴۸ ھش | شمارہ ۱۲
دسمبر ۱۹۶۹ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰلِ عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۴۸ ہش

(دسمبر ۱۹۶۹ء)

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- چھ روپے ٭ فی پرچہ:- ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

(پبلشر۔ چوہدری محمد ابراہیم ۔ مطبع ۔ ضیاءالاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت ۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ)

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جلد ۱۰	ماہنامہ **انصار اللہ** ربوہ	شمارہ ۱۲

فتح ۱۳۴۸ھش

اللہ تعالیٰ کے تاکیدی حکم پر عمل پیرا ہونے کا ایک خاص موقع

رمضان کے معاً بعد جلسہ سالانہ میں شمولیت اور اس کی بے انداز اہمیت

آجکل ہم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں سے گزر رہے ہیں اور یہ ماہِ مبارک جو عظیم الشان برکتیں لے کر طلوع ہوا تھا اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اِس مبارک مہینے کی عظیم الشان برکتوں کا راز اطاعتِ احکامِ الٰہی کی اُس رُوح میں مضمر ہے جسے اَوجِ کمال کو پہنچانے کے لئے ہر سال یہ ماہِ مبارک آتا ہے۔ اس میں مومنوں کو اپنے دن اور رات ایک خاص پروگرام کے مطابق گزارنے اور اِس طرح اطاعت کی رُوح کو اَوجِ کمال تک پہنچانے کی مشق کرائی جاتی ہے۔

اِس مہینہ کے شروع ہوتے ہی ایک مومن خدا اور رسولؐ کے احکام کی اطاعت میں اِس درجہ محو ہو جاتا ہے کہ اطاعت کی یہ رُوح اُس کی زندگی کے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ثانیہ پر حاوی ہو جاتی ہے۔ وہ دن کے مقررہ اوقات میں کھانے اور پینے سے یکسر دستکش ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ خدائی حکم کی تعمیل میں وقتی طور پر کھانے پینے کی اُن اشیاء کے استعمال کو بھی اپنے اُوپر حرام کر لیتا ہے جو عام خدائی حکم کے

ماتحت حلال قرار دی گئی ہیں۔ وہ صرف اُن اوقات میں ہی حلال اور طیّب چیزیں کھاتا پیتا ہے جن میں رمضان کے دوران خدا نے کھانے پینے کا حکم دیا ہے۔ یہی حال جنسی تعلقات کا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے اوقات کا بیشتر حصہ قرآن مجید کی تلاوت، ذکرِ الٰہی، باجماعت فرض نمازوں کے علاوہ نوافل ادا کرنے اور دعائیں کرنے میں گزارتا ہے۔ پھر وہ اِن ایام میں اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں معمول سے بڑھ کر خرچ کرتا ہے۔ گویا کہ رمضان میں اس کی ساری زندگی ایک نئے ضابطہ کے ماتحت پُورے ڈسپلن کے ساتھ گزر رہی ہوتی ہے اور وہ خدا اور رسُول کی اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلیت میں زبانِ حال سے یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اطاعت کا یہ عظیم الشان نمونہ ہی رمضان میں مومن کو غیر معمولی طور پر فضلِ الٰہی کا مورد بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے دروازے اُس پر کھول دیتا ہے۔ پس رمضان کی برکتوں کا راز رُوحِ اطاعت کو اوجِ کمال تک پہنچانے میں مضمر ہے۔ اور یہی وہ سب سے بڑا سبق ہے جو رمضان سے ہم حاصل کر سکتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنا چاہیئے کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں خدا اور اُس کے رسُول اور اُس کے نائبین کی اطاعت کو لازم پکڑیں اور اپنی ساری زندگی اُن کے احکام کی تعمیل میں بسر کریں۔ رمضان بے شک گزر جاتا ہے لیکن ایک حقیقی مومن میں جو رمضان کو پوری شرائط کے ساتھ گزارتا ہے اطاعت کی رُوح برابر کام کرتی رہتی ہے۔ وہ رمضان کے ایک شیریں اور طیّب ثمر کے طور پر اسے ملتی ہے اور پھر سارا سال اُس کے اندر کار فرما رہتی ہے اور وہ قدم قدم پر اطاعت کی اس رُوح کا مظاہرہ کرتا چلا جاتا ہے۔ سال کے باقی مہینے دراصل امتحان کے مہینے ہوتے ہیں جن میں وہ اپنے عمل سے اس امر کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ اُس نے رمضان کی سب سے عظیم الشان برکت کے طور پر اطاعت کی رُوح کو اِس درجہ اپنایا ہے کہ اب اُس کے لئے خدا اور رسولؐ کے احکام کی بجا آوری سے انحراف ممکن ہی نہیں۔

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی رمضان کے معاً بعد ہمارے لئے ایک نہایت ہی بابرکت موقع پیدا ہونے والا ہے۔ یہ موقع جہاں انتہائی بابرکت ہے وہاں ساتھ ہی ایک امتحان کی بھی حیثیت رکھتا ہے اور وہ امتحان یہی ہے کہ ہم نے رمضان کے مبارک مہینے میں اطاعت کی رُوح کو کس حد تک اپنایا ہے اور کس حد تک ہم رمضان کی اصل غرض کو پُورا کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ اِس انتہائی بابرکت موقع کی اہمیت اور اُس کی امتحانی نوعیت کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید کے ایک واضح حکم اور اس کی بنیادی اہمیت سے بخوبی

آگاہ ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ سطور ذیل میں پہلے ہم قرآن مجید کے اس خاص حکم پر روشنی ڈالیں گے اور پھر اس بابرکت موقع کی طرف توجہ دلائیں گے جو اس حکم پر عملاً لبیک کہنے کے سلسلہ میں عنقریب ہمارے لئے پیدا ہونے والا ہے۔

قرآن مجید کا وہ واضح حکم ایک مامور من اللہ کی بعثت سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس حکم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ؀

(الشوریٰ آیت ۴۸)

تم اپنے رب کی آواز کا جواب دو بیشتر اس کے کہ وہ وقت آجائے جس کو اللہ کے مقابلہ میں لوٹانے والا کوئی نہیں۔ اُس دن تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہوگی اور تمہارے لئے (اپنی نافرمانی سے) انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مامور من اللہ کی آواز کو اپنی آواز قرار دیا ہے اور تمام انسانوں کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ جب بھی مامور من اللہ انہیں اللہ کی طرف بلائے تو وہ فوراً اُس کی آواز پر لبیک کہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں نافرمانی کی حالت میں ہی اللہ کے حضور حاضر ہونا اور اپنی نافرمانی کے لئے جوابدہ ہونا پڑے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُس پر ایمان لے آئیں اور مومنوں میں اُن کا شمار ہونے لگے خبردار کیا ہے کہ صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جب بھی وہ مامور من اللہ تم کو ایک نئی زندگی سے ہمکنار کرنے کے لئے بلائے تو تمہارا فرض ہے کہ تم فوراً لبیک کہو اور اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ؀ (الانفال آیت ۲۵)

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو جب وہ رسول تم کو زندہ کرنے کے لئے پکارے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل میں حائل ہے اور تم اُسی کی طرف جمع کرکے اُٹھائے جاؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ جب بھی اُس کا مامور یا اُس مامور کا نائب اور خلیفہ انہیں اللہ کے نام پر آواز دے کر بلائے اور اس غرض سے بلائے کہ وہ اُنہیں ایک نئی زندگی سے ہمکنار کرے تو ان کا یہ فرض ہے کہ وہ سب کام کاج چھوڑ کر اور سب دنیوی

مصروفیتیں ترک کرکے فوراً اس کے حضور میں آ جمع ہوں اور اس کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہوں۔

وہ بابرکت موقع جو رمضان کے بعد ہمارے لئے پیدا ہونے والا ہے اور جو غیر معمولی طور پر بابرکت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک امتحان کی حیثیت بھی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر دل و جان کے ساتھ عمل پیرا ہونے سے ہی تعلق ہے۔ اس موقع پر یہ ظاہر ہو جانے والا ہے کہ ہم نے اس رمضان میں اطاعت کی رُوح کو کس درجہ اپنایا ہے اور اس طرح ہم رمضان کی اصل غرض کو پُورا کرنے میں کس حد تک کامیاب رہے ہیں۔ وہ بابرکت موقع جو امتحان کی حیثیت رکھتا ہے اور عنقریب آنے والا ہے کونسا موقع ہے؟ وہ ہے ہمارا انتہائی مقدس و بابرکت للّٰہی جلسۂ سالانہ جس میں سال بہ سال شمولیت کے لئے امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مستقل حکم کے ذریعہ ہمیں پکارا ہے۔ ہمارا جلسۂ سالانہ امسال اپنی مقررہ تاریخوں میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ر دسمبر کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شمولیت کے متعلق حضور علیہ السلام کا مستقل حکم جس کے ذریعہ حضورؑ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے نام پر پکارا ہے خود حضورؑ ہی کے الفاظ میں یہ ہے :-

"آج کے دن کے بعد جو ۳۰ر دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ر دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع **تمام دوستوں** کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔" (آسمانی فیصلہ)

پھر حضور علیہ السلام جلسہ سالانہ میں پورے عزم و تعہد کے ساتھ شمولیت کو ہر صاحبِ استطاعت احمدی کے لئے لازمی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرّر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلاء کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔

اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے
اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ
اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"
(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

رمضان المبارک کے انتہائی بابرکت ایام میں ایک خاص مجاہدہ کے ذریعہ رُوحِ اطاعت کو اوجِ کمال پر پہنچانے کے بعد ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا قرآنی حکم اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جلسہ سالانہ میں شمولیت سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُس پکار پر جو ایک مستقل حکم کی حیثیت رکھتی ہے پہلے سے کہیں بڑھ چڑھ کر والہانہ انداز میں لبیک کہیں اور پہلے سے بہت بڑھ کر تعداد میں دیوانہ وار اپنے مرکز میں جمع ہو کر ثابت کر دکھائیں کہ ہم نے رمضان کے بابرکت ایام میں رُوحِ اطاعت کو اوجِ کمال پر پہنچانے میں خدا کے فضل کے ماتحت جو کامیابی حاصل کی ہے وہ عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ رمضان المبارک کے ایک شیریں اور طیب ثمر کے طور پر ہم اطاعت کے جس غیر معمولی جذبہ سے مالا مال ہوئے ہیں وہ جذبہ رمضان کے بعد بھی ہم میں کارفرما ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کے فضلِ خاص کے نتیجہ میں ہمیشہ ہی کارفرما رہے گا۔ پس اِس نقطۂ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو جلسہ سالانہ میں شمولیت علی الخصوص امسال ہمارے لئے بدرجہ اولیٰ ایک امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اِس امتحان میں کامیابی دراصل اِس امر کی بھی آئینہ دار ہوگی کہ ہم بحمد اللہ تعالیٰ رمضان کے اصل مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر شخص کو جلسہ سالانہ میں شمولیت سے متعلق انتہائی غیر معمولی عزم و تعہد کا مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دکھانا چاہیئے کہ وہ رمضان کی عظیم الشان برکات سے وقتی اور عارضی طور پر نہیں بلکہ دائمی طور پر فیضیاب ہوا ہے۔

پھر جلسہ سالانہ خود اپنی ذات میں ایسی عظیم الشان برکات کا حامل ہے کہ ایک صاحبِ استطاعت احمدی ان سے مطلع ہونے اور ان کا عرفان حاصل کر لینے کے بعد ان سے متمتع ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان برکات کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ

حضور علیہ السلام جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اِس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ ...

اُٹھانے کا موقع ملے اور اُن کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقۂ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہی دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسۂ سالانہ کی اتنی عظیم الشان برکات کے پیشِ نظر ہی حضور علیہ السلام نے اس میں شمولیت کی خاطر سفر اختیار کرنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور بڑے ہی درد و سوز سے دعائیں کی ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کی خاطر سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دُور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ

عطا فرما کہ ہریک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ اٰمین ثم اٰمین"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

سچ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتنی مہتم بالشان دعاؤں کا وارث بننا کوئی معمولی انعام نہیں ہے۔ یہ غیر معمولی انعام ہم صرف اور صرف جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے سفر اختیار کر کے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان دعاؤں کا مستحق اور وارث بننا خود اپنی ذات میں جلسہ سالانہ کی ایک اور عظیم الشان برکت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آج یہ برکت جلسہ سالانہ میں شمولیت کئے بغیر اور کسی صورت میسر نہیں آ سکتی۔ جونہی ہم جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے رخت سفر باندھتے ہیں فرشتے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ مقبول دعائیں ہمارے حق میں بھی جناب الٰہی میں پہنچانی شروع کر دیتے ہیں اور اسی وجہ سے یہ ہمارے حق میں بھی پوری ہونے لگتی ہیں اور ان کی قبولیت کی پاک تاثیرات کا ظہور اسی وقت سے ہونے لگتا ہے۔ جلسہ سالانہ کی یہ اتنی عظیم الشان برکت اور اتنا بڑا روحانی انعام ہے کہ اگر انسان اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دے تو بھی کم ہے۔

پس احباب کو چاہیئے کہ وہ خاص طور پر امسال کسی بھی دنیوی حرج کی پرواہ نہ کرتے اور کسی بھی روک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے جلسہ سالانہ کی عظیم الشان برکتوں سے فیضیاب ہونے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقبول دعاؤں سے بہرہ یاب ہونے کی خاطر دیوانہ وار کھنچے چلے آئیں اور خدائی آواز پر لبیک کہنے میں اطاعت کا ایسا نمونہ پیش کر دکھائیں کہ تمام سابقہ ریکارڈ مات ہو جائیں۔ خدائی وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے اور سال بسال انکے نہایت مہتم بالشان ظہور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس یقین سے لبریز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے امسال بھی مسیح محمدی علیہ السلام کے سدھائے ہوئے طیور کسی بھی حرج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور راستہ کی ہر روک پھاندتے ہوئے آئینگے، دوڑتے ہوئے دیوانہ وار آئینگے اور کمال وارفتگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس شان سے آئینگے کہ دنیا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا کا پہلے سے بھی بڑھ کر پُرکیف و پُرشکوہ نظارہ دیکھ کر عش عش کر اٹھیگی اور بے اختیار گواہی دیگی کہ یہی خدا کے وہ اطاعت گزار اور وفا شعار بندے ہیں جن پر اس کا خاص فضل و رحم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے رمضان کے بنیادی سبق کی اہمیت کو سمجھنے اور اسکی روشنی میں جلسہ سالانہ میں شمولیت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دائمی اور نہایت درجہ تاکیدی حکم پر والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے امسال پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور پھر خود ہی اپنے فضل سے ہمیں ان عظیم الشان برکتوں سے مالامال فرمائے جنہیں اس نے والہانہ اطاعت کے ساتھ وابستہ ٹھہرایا ہے۔ اٰمین برحمتک یا ارحم الراحمین ◆

(کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

لوگ دُور دُور سے اِس کثرت سے آئیں گے کہ راستے عمیق ہو جائیں گے

ایک خدائی بشارت جو ہر سال بڑی آب و تاب سے پوری ہوتی ہے

چند ہی روز میں ہمارا بابرکت و مقدّس للّٰہی جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے۔ اس کی عظمت کے پیش نظر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احبابِ جماعت کے لئے اس میں شمولیت کو لازمی قرار دیا ہے۔ اور یہاں تک فرمایا ہے کہ تکلیف اُٹھا کر بھی آنا پڑے تو آنا چاہیئے اور اخراجات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اِس للّٰہی جلسۂ سالانہ میں شمولیت کی خاطر سفر اختیار کرتا ہے وہ ایک عظیم الشان خدائی بشارت کے پورا ہونے میں حصّہ دار بنتا ہے۔ وہ بشارت یہی ہے کہ لوگ دُور دُور سے اس کثرت سے آئیں گے کہ اُن کی آمد و رفت کے باعث راستے عمیق ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ ۱۹۰۵ء کے موقع پر اس خدائی بشارت اور اس کے سال بہ سال پورا ہونے کو زبردست نشان قرار دیا۔ حضور ؑ نے فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اِس سلسلہ کو بڑھائے۔ پس کون ہے جو اسے روک لے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ پھر وہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کب تھک سکتا ہے۔ آج سے ۲۵ برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا۔ اُس گمنامی کی حالت میں مَیں نے جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور یہ کتاب مخالفوں منافقوں کے پاس موجود ہے بلکہ ہندوؤں عیسائیوں تک کے پاس بھی ہے۔ مکّہ مدینہ اور قسطنطنیہ تک بھی پہنچی اسے کھول کر دیکھو اُس وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا :-

يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ وَيَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

یعنی تیرے پاس دُور دراز جگہوں سے لوگ آئیں گے اور جن راستوں سے آئیں گے وہ راہ عمیق ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا یہ لوگ جو کثرت سے آئیں گے تو اُن سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بد اخلاقی

نہ کرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان اُن کی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اِس سے منع کیا اور کہا کہ اس سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجا لانا۔ ایسی حالت میں یہ خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو کہ کس قدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے! اِس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے۔ نہ کوئی منجم نہ کوئی فراست والا کہہ سکتا ہے۔

اِن حالات میں جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذّت آتی ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔ غرض اِس خبر میں اُس نے کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد و رفت کی خبر دی۔ پھر چونکہ اُن کے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہیئے تھا اور ان کے فروکش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہیئے تھا پس اس کے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی، يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔

اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے خود کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو۔ وہ خود ساری ضرورتوں کا تکفّل اور تہیّہ کرتا ہے۔ یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اِس قدر عرصہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دے کہ جس میں ایک بچہ پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے۔ یہ بہت بڑا نشان ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبّر اور غور سے بڑھتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے ان کا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے اقوال، افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔

پس یہ سلسلہ اِسی غرض کے لئے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے۔ یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشان پیش کرے۔ جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا کاروبار ہے کسی اَور کو اس میں دخل نہیں۔

یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اِن پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوت بڑھ جاوے اور یہ قوت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی کیونکہ ان میں خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ نمایاں طور پر

نہ کرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان اُن کی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اس سے منع کیا اور کہا کہ اس سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجا لانا۔ ایسی حالت میں یہ خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو کہ کس قدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے! اس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے۔ نہ کوئی منجم نہ کوئی فراست والا کہہ سکتا ہے۔

اِن حالات میں جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذّت آتی ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔ غرض اس خبر میں اُس نے کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد و رفت کی خبر دی۔ پھر چونکہ اُن کے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہیئے تھا اور ان کے فروکش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہیئے تھا پس اس کے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی، یأتیکَ مِن کُلِّ فجٍّ عمیق۔

اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے خود کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو۔ وہ خود ساری ضرورتوں کا تکفّل اور تہیہ کرتا ہے۔ یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اس قدر عرصہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دے کہ جس میں ایک بچّہ پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے۔ یہ بہت بڑا نشان ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبر اور غور سے بڑھتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے ان کا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے۔ یہ بالکل سچّی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالےٰ کے اقوال، افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔

پس یہ سلسلہ اِسی غرض کے لئے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالےٰ پر ایمان بڑھے۔ یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمّت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشان پیش کرے۔ جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا کاروبار ہے کسی اَور کو اس میں دخل نہیں۔

یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اِن پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوّت بڑھ جاوے اور یہ قوّت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی کیونکہ ان میں خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ نمایاں طور پر

نظر آتا ہے۔ انسان ایسا جاندار ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے تربیتِ ایمانی کے لئے فیوض و برکات نہ ہوں وہ خود بخود پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقت میں پاک صاف ہونا اور تقویٰ پر قدم مارنا آسان امر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے یہ نعمت ملتی ہے اور سچا تقویٰ جس سے خدا تعالیٰ راضی ہو اُس کے حاصل کرنے کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اور پھر یہ بھی کہا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ یعنی اللہ تعالےٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو اور **محسنون** وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔ مجھے یہ وحی بار بار ہوئی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور اتنی مرتبہ (یہ وحی) ہوئی ہے کہ مَیں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اِس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اِس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اِس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت اُسی وقت ملے گی جب سچا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔"

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مؤرخہ ۲۴ / جون ۱۹۰۶ء)

آسائش کی حقیقی راہ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"مومن کو حقیقی راحت اور آسائش کے لئے رُو بخدا ہونا چاہیئے۔ جو مومن آسائش کی زندگی چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اسکے سوا کسی اَور پر بھروسہ نہ کریں۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۲)

عربی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

طُوبیٰ لَکُمْ یَا مَجْمَعَ الخُلّانِ

(اے جماعتِ دوستاں تمہیں مبارک ہو)

بُشْرٰی لَکُمْ یَا مَعْشَرَ الْاِخْوَانِ	طُوْبٰی لَکُمْ یَا مَجْمَعَ الْخُلَّانِ
اے جماعتِ برادران تمہیں بشارت ہو	اے جماعتِ دوستاں تمہیں مبارک ہو
ظَهَرَتْ بُرُوْقُ عِنَايَةِ الْحَنَّانِ	وَبَدَا الصِّرَاطُ لِمَنْ لَّهُ الْعَيْنَانِ
خدا تعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہو گئی	اور جو شخص دو آنکھیں رکھتا ہے اس کے لئے راہ کھل گیا
اَلنَّيِّرَانِ بِهٰذِهِ الْبُلْدَانِ	خَسِفَا بِاِذْنِ اللّٰهِ فِیْ رَمَضَانِ
سورج اور چاند کو ان ملکوں میں	اللہ تعالیٰ کے اِذن سے رمضان میں گرہن لگ گیا
وَبِشَارَةٌ مِّنْ سَيِّدٍ خَيْرِ الْوَرٰی	ظَهَرَتْ مُطَهَّرَةً مِّنَ الْاَدْرَانِ
اور ایک بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی	ایسے پاک طور پر ظاہر ہو گئی کہ کوئی مَیل اسکے ساتھ نہیں
اَلْيَوْمَ يَبْكِیْ كُلُّ اَهْلِ بَصِيْرَةٍ	مُتَذَكِّرًا لِّمَرَاحِمِ الرَّحْمٰنِ
آج ہر ایک اہل بصیرت رو رہا ہے	اور رونے کا سبب خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو یاد کرنا ہے
وَمُصَدِّقًا اَنْوَارَ نَبَاِ نَبِيِّنَا	وَمُعَظِّمًا لِّمَوَاهِبِ الْمَنَّانِ

اور دوسرے یہ سبب کر رونے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی تصدیق کرتے ہیں اور محسنِ حقیقی کی بخششوں کی عظمت کا تصور کرتے ہیں

اَلْيَوْمَ كُلُّ مُبَايِعٍ ذِیْ فِطْنَةٍ	اِزْدَادَ اِيْمَانًا عَلَی الْاِيْمَانِ
آج ہر ایک دانا بیعت کرنے والا	اپنے ایمان میں ایسا زیادہ ہو گیا کہ گویا نیا ایمان پایا

(نور الحق حصہ ۲)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جانبِ اہلِ سعادت پے بزن

(سعید لوگوں کی طرف قدم اُٹھا)

دینِ حق شہرِ خدائے امجد است　　داخلِ او در امانِ ایزد است

دینِ حق تو خدائے بزرگ و برتر کا شہر ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ خدا کی امان میں آ گیا۔

در دمے نیک و خوش اسلوب ے کند　　ہمچو خود زیبا و محبوبے کند

وہ تو ایک دم میں نیک اور خوش خصال بنا دیتا ہے اور اپنی طرح حسین اور محبوب بنا دیتا ہے۔

جانبِ اہلِ سعادت پے بزن　　تا شوی روزے سعید اے جانِ من

سعید لوگوں کی طرف قدم اُٹھا تا اے جانِ من! ایک دن تُو بھی سعید بن جائے۔

اے بصد انکار و کیں از کودنی　　رو درِ حق زن چرا سر مے زنی

اے وہ شخص جو بیوقوفی کی وجہ سے سخت انکاری اور دشمن ہے کیوں جھک مارتا ہے جا اور خدا کا دروازہ کھٹکھٹا

نالہ ہا کُن کائے خداوندِ یگاں　　بگسلاں از پائے من بندِ گراں

فریاد کر کہ اے خدائے لاشریک میرے پیروں کی بھاری زنجیریں کھول دے۔

تا مگر زاں نالہ ہائے دردناک　　دستِ غیبے گیردت ناگہ زِ خاک

شاید اِس دردناک آہ و زاری سے ایک غیبی ہاتھ تجھے زمین پر سے اُٹھا لے۔

بے عنایاتِ خدا کار است خام　　پختہ داند ایں سخن را۔ والسّلام

خدا کی مہربانی کے سوا کام ناقص رہتا ہے۔ عقلمند ہی اِس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ والسلام

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۵۲۴)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جانبِ اہلِ سعادت پے بزن

(سعید لوگوں کی طرف قدم اُٹھا)

دینِ حق شہرِ خدائے امجد است   داخلِ او در امانِ ایزد است

دینِ حق تو خدائے بزرگ و برتر کا شہر ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ خدا کی امان میں آگیا۔

در دمے نیک و خوش اسلوبے کند   ہمچو خود زیبا و محبوبے کند

وہ تو ایک دم میں نیک اور خوش خصال بنا دیتا ہے اور اپنی طرح حسین اور محبوب بنا دیتا ہے۔

جانبِ اہلِ سعادت پے بزن   تا شوی روزے سعید اے جانِ من

سعید لوگوں کی طرف قدم اُٹھا تا اے جانِ من! ایک دن تُو بھی سعید بن جائے۔

اے بصد انکار و کیں از کودنی   رو درِ حق زن چرا سر مے زنی

اے وہ شخص جو بیوقوفی کی وجہ سے سخت انکاری اور دشمن ہے کیوں جھک مارتا ہے جا اور خدا کا دروازہ کھٹکھٹا

نالہ ہا کُن کاے خداوندِ یگاں   بگسلاں از پائے من بندِ گراں

فریاد کر کہ اے خدائے لاشریک میرے پَیروں کی بھاری زنجیریں کھول دے۔

تا مگر زاں نالہ ہائے دردناک   دستِ غیبے گیردت ناگہ زِ خاک

شاید اِس دردناک آہ و زاری سے ایک غیبی ہاتھ تجھے زمین پر سے اُٹھالے۔

بے عنایاتِ خدا کار است خام   پختہ داند ایں سخن را۔ والسلام

خدا کی مہربانی کے سوا کام ناقص رہتا ہے۔ عقلمند ہی اِس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ والسلام

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۵۲۴)

رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا ایک دروازہ

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کو خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا :-

"رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا ایک دروازہ جو اس نے ہم پر کھولا ہے وہ جلسہ سالانہ ہے ہمارا۔ جلسہ سالانہ پر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بے شمار برکتیں نازل ہوتی ہیں خدا تعالےٰ کی اور بہت سارے گناہ اور غفلتیں اور کوتاہیاں اور کمزوریاں اور نقائص مغفرت کی چادریں ڈھانپ دیئے جاتے ہیں! بھریوں کا کثرت سے جلسہ پر آنا بھی ایک معجزہ ہے خدا کے مسیح کا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کا اور بڑی قربانی ہے جماعت کی جو اس موقع پر بھی وہ پیش کرتی ہے۔ یہ تو درست ہے کہ ہماری جماعت میں بعض امیر بھی ہیں جن پر جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے کوئی مالی بار نہیں پڑتا نہ کوئی تنگی محسوس کرتے ہیں جس طرح وہ گھروں میں خرچ کر رہے ہوتے ہیں اس موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ ان کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم پر کوئی بار پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں سے نوازتا ہے لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جو سال بھر جلسہ میں شمولیت کی تیاری کرتے رہتے ہیں، پیسہ پیسہ جوڑتے ہیں بعض کھانے کے خرچ میں سے ایک حصہ بچاتے ہیں۔ کپڑے نہیں بناتے، بچوں کو ننگے پاؤں پھرنے دیتے ہیں تاکہ اُن کے پاس اتنے پیسے جمع ہو جائیں کہ وہ جلسہ میں شریک ہو سکیں۔ اگر آپ اس تفصیل میں جائیں اور آنے والوں کا تفصیلی جائزہ لیں تو حیران ہو جائیں۔ آپ ان کے ایثار اور قربانی کو دیکھ کر کسی اور کے سامنے یہ باتیں رکھیں تو وہ مانے گا نہیں۔ وہ کہے گا یونہی گپیں مار رہے ہو تم۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ پچاس ساٹھ ہزار آدمی جلسہ میں شامل ہونے کی غرض سے اس قسم کی تکالیف سارا سال برداشت کرتا رہا ہو۔

پس جماعت جلسہ میں شمولیت کے لئے بڑی قربانیاں دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی فضل کرنیوالا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے جماعت پر ان دنوں میں بھی اور بعد میں بھی ان قربانیوں کو دیکھ کے لیکن خصوصاً ان دنوں میں بڑی برکت نازل کرتا ہے، ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، مغفرت کی چادریں ان کو چھپا لیتا ہے، اپنے نور کی چادریں

انہیں لپیٹ لیتا ہے۔ جب وہ آتے ہیں تب بھی وہ مخلص احمدی ہوتے ہیں لیکن جب وہ واپس ہوتے ہیں تو اپنے اخلاص میں پہلے سے بھی کہیں بڑھ کے ہوتے ہیں۔ جلسہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے دیکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔ ایک لاکھ آدمی اجتماعی دُعا کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہو، اگر خلوص نیّت ہو، اگر کبر نہ ہو، اگر نخوت نہ ہو، اگر یہ خیال نہ ہو کہ ہمارا کوئی حق ہے جو ہم نے اپنے رب سے لینا ہے بلکہ نہایت عاجزی اور تواضع اور انکسار کے ساتھ دعائیں کی جائیں تو اتنا بڑا مجمع جب دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زندہ نشان جلسہ کے ایّام میں ہزاروں احمدی دیکھتے ہیں۔......

اِس (یعنی جلسہ میں شمولیت) کے لئے ابھی سے تیاری کرلیں اگر پہلے تیاری نہیں کی کسی نے۔ رخصتیں لینی ہوتی ہیں، گھر کو سنبھالنے کے لئے انتظام کرنا ہوتا ہے، پانچ دس دن کے لئے گھر اکیلا چھوڑنا ہوتا ہے خصوصاً جب اس محلّہ کی اکثریت احمدیوں کی ہو اور وہ جا رہے ہوں تو کوئی دوست اپنے گھروں کو بظاہر "عورۃ" چھوڑ کر جلسہ میں شمولیت کے لئے آجاتے ہیں اور اپنے گھروں کو ننگا چھوڑ آتے ہیں۔ منافقوں نے تو کہا تھا کہ ہمارے گھر عورۃ ہیں، ہم جہاد میں شامل نہیں ہو سکتے۔ احمدی کہتا ہے کہ منافق کو میرا گھر بھی عورۃ نظر آئے گا کیونکہ ان گھروں پر خدا تعالیٰ کی رحمت اور حفاظت کا نزول اُسے نظر نہیں آرہا، اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کو نظر نہیں آ رہے تو تم منافق عورۃ اس کو سمجھو یں اس کو تمہاری زبان میں عورۃ ہی چھوڑ جاتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گھر کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور اکثر اللہ تعالیٰ حفاظت بھی کرتا ہے اور بعض دفعہ امتحان بھی لیتا ہے لیکن مومن کہتا ہے کہ اے خدا! میں اپنے گھر کو اکیلا چھوڑ آیا تیری رضا کے حصول کے لئے۔ اگر تیری رضا کا حصول جلسہ میں شمولیت کی عاجزانہ قربانی اور گھر کے لُوٹے جانے کے نتیجہ میں حاصل ہونا ہے تو میں اس پر بھی خوش ہوں۔ میرا گھر ہزار بار لُوٹا جائے تیری رضا ایک لحظہ کے لئے مجھ سے جدا نہ ہو، وہ مجھے ہمیشہ حاصل رہے۔ پس میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلسہ میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں"۔

تربیتِ نفس و تربیتِ اولاد

(محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے انصار اللہ کے چودھویں سالانہ مرکزی اجتماع منعقدہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ اخاء ۱۳۴۸ ہش کے اختتامی اجلاس میں "تربیتِ نفس و تربیتِ اولاد" کے موضوع پر جو معرکۃ الآراء تقریر ارشاد فرمائی تھی اس کا مکمل متن ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَاۤ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰہِ

(الصف آیت ۱۵)

اے مومنو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہو۔ اس کا جواب صحابہؓ نے کیا دیا؟ کیا قیل و قال تک اُن کی کوششیں محدود رہیں؟ کیا زبانی دعووں پر انہوں نے تسلّی پالی؟ نہیں! انہوں نے وہ نمونہ دکھایا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ۔ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ، وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ○

(الاحزاب آیت ۲۴)

ان مومنوں میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جنہوں نے اُس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دکھایا۔ پس کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیّت کو پورا کر دیا اور کچھ ابھی انتظار میں ہیں کہ کب ان کو موقع ملے اور وہ بھی اپنے وعدہ کو پورا کریں۔ اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا۔ مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ کی ایک مثال حضرت خالد بن ولیدؓ کی ہے (جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کے خطاب سے نوازا تھا) جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ سخت بے چینی میں تھے۔ کسی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہر لڑائی میں میری شدید خواہش ہوتی تھی کہ میں شہادت

کا درجہ پاؤں۔ ہر خطرہ کے مقام پر میں آگے آگے تھا، سارا جسم زخموں سے چُور رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت تھی کہ میں بستر پر جان دوں، یہی کرب آج مجھے بے چین کر رہا ہے۔

یہ آیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بے لوث خدمت، استقلال، اخلاص، فدائیت، قربانی، صدق و صفا اور محبت و وفا کی بہترین یادگار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی بھی نبی کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے حضور سے ایسی سند حاصل نہیں کی۔ جس شان کا ہمارا آقا تھا اُسی شان کے غلام اُس کو ملے۔ آج تیرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ کی ہی یہ تاثیر ہے کہ آپؐ کے ہی ایک غلام اور عاشق رسولؐ نے "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" کا مژدہ سُنا کر پژمردہ روحوں کو تازگی بخشی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ایک بھاری تعداد اسی رنگ میں رنگین تھی۔ کسی قربانی کے وقت بھی وہ پیچھے نہیں ہٹے، کسی مطالبہ نے بھی اُن کو کمی میں نہیں پایا۔ جان کی قربانی بھی دی، جذبات کی قربانی بھی دی، اموال کی قربانی بھی دی، استعدادوں کی قربانی بھی دی، اوقات کی قربانی بھی دی اور عزتِ نفس کی قربانی بھی دی اور دیتے چلے گئے۔ کبھی تھکے نہیں، کبھی سُست نہیں ہوئے، کبھی ہمت ہار کر بیٹھ نہیں رہے لیکن جب تک جماعت میں یہ رُوح قائم نہیں رہتی اور ہر نئی آنے والی نسل تقویٰ اور وفا، اخلاص اور قربانی کے اُس معیار کو قائم نہیں رکھتی جو صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا جماعت کے لئے مقامِ خوف ہے۔

۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قربِ وفات کی اطلاع اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ جنوری ۱۹۰۵ء میں الہام ہوا "ایک چونکا دینے والی خبر" اور اپریل ۱۹۰۵ء میں حضورؑ نے فرمایا خدا نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ آخری حصہ زندگی کا یہی ہے جو اَب گزر رہا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد سے آپؑ کے کام میں اور تیزی پیدا ہو گئی۔ جیسے تیز ہوا کے بعد تیز آندھی شروع ہوتی ہے اسی طرح آپؑ نے اپنے کام کو جو آپؑ کے سپرد تھا تیز تر کر دیا۔ نیز ایسے وقت میں بعد میں آنے والی نسلوں کا فکر کرنا اور اُن کے لئے مشعلِ راہ چھوڑنا ایک طبعی امر تھا۔ ایک وقت تھا کہ دشمنوں کے اعتراضوں کے جواب اور مسائل کا حل حضورؑ کی توجہ کو کھینچے ہوئے تھا۔ یہ مہم سَر کرنے کے بعد اور خصوصاً قربِ وفات کی اطلاع ملنے پر حضورؑ نے عملی تربیت کی طرف توجہ مرکوز کر دی۔ آپؑ نے جماعت کو جو نصائح ۱۹۰۵ء کے بعد فرمائیں اور جو حضورؑ کی مختلف تصانیف اور ملفوظات میں درج ہیں اُن میں سے چند ایک کو مَیں نے لیا ہے۔ الفاظ حضور علیہ السلام کے ہی فرمودہ ہیں البتہ ترتیب مَیں نے اِس طرح دی ہے کہ ایک مضمون کی شکل اختیار کر جائے۔ اِس سے احباب پر واضح ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام اپنی جماعت سے کیا چاہتے تھے۔ حضورؑ فرماتے ہیں "ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیئے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو، نمازوں میں دعائیں مانگو، صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا

میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفاء حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو، صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۱۴۸)

ہماری جماعت کو قیل و قال پر محدود نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ اصل مقصد نہیں، تزکیۂ نفس اور اصلاح ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ (ملفوظات جلد ہشتم ص۸) تزکیۂ نفس اسے کہتے ہیں کہ خالق و مخلوق دونوں طرف کے حقوق کی رعایت کرنے والا ہو (ملفوظات جلد دہم ص۴۲)۔ جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ٹھیک ہو جائے تو د پاک دل ہو جاوے، نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات حل اور دکھ دور ہو جاویں اور اس کو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو، تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا

کامیاب ہو گیا، بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیۂ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے (ملفوظات جلد دہم ص۳۹۱)۔

انسانی نفس تزکیہ کے بعد ایک آئینہ کا حکم رکھتا ہے جس میں ربوبیت الٰہیہ کا چہرہ منعکس ہوتا ہے لیکن تزکیۂ نفس بھی ایک موت ہے جب تک کل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جائے تزکیہ

نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۸) - سچی پاکیزگی بہت سے دُکھ اور مجاہدات کو چاہتی ہے - اور وہ پاک زندگی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان موت کا پیالہ نہ پی لے۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۲۵) - جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے - پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سُنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سُنتا ہے - اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیۂ نفس ہے اور اس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں - اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے - (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۳۵)

یہ امید مت رکھو کہ کوئی اور منصوبہ انسانی نفس کو پاک کر سکے - جس طرح تاریکی کو صرف روشنی ہی دُور کرتی ہے اسی طرح گناہ کی تاریکی کا علاج فقط وہ تجلّیاتِ الٰہیہ قولی و فعلی ہیں جو معجزانہ رنگ میں پُرزور شعاعوں کے ساتھ خدا کی طرف سے کسی سعید دل پر نازل ہوتی ہیں اور اُس کو دکھا دیتی ہیں کہ خدا ہے اور تمام شکوک کی غلاظت کو دُور کر دیتی ہیں اور تسلّی اور اطمینان بخشتی ہیں پس اس طاقتِ بالائی زبردست کشش سے وہ سعید آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے - اس کے سوا جس قدر اور علاج پیش کئے جاتے ہیں سب فضول بناوٹ ہے - ہاں کامل طور پر پاک ہونے کے لئے صرف معرفت ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ پُردرد دُعاؤں کا سلسلہ جاری رہنا بھی ضروری ہے (براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۳۳)

مبارک وہ جو اپنی کمزوریوں کا اقرار کر کے خدا سے رحم چاہتا ہے اور نہایت شوخ اور شریر اور بدبخت وہ شخص ہے جو اپنے اعمال کو اپنی طاقتوں کا ثمرہ سمجھ کر خدا سے انصاف چاہتا ہے —— (چشمہ معرفت صفحہ ۳۵) -

گناہ بے شک ایک زہر ہے مگر توبہ اور استغفار کی آگ اس کو تریاق بنا دیتی ہے - پس یہی گناہ توبہ اور پشیمانیوں کے بعد ترقیات کا موجب ہو جاتا ہے - اور اس جڑ کو انسان کے اندر سے کھو دیتا ہے کہ وہ کوئی چیز ہے - اور عُجب اور تکبّر اور خود نمائی کی عادتوں کا استیصال کرتا ہے - (چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۵) - سارا قرآن شریف اِس بارہ میں بھرا پڑا ہے کہ ندامت اور توبہ اور ترکِ اصرار اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں - بلکہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے :-

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ -

یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے اور نیز اُن لوگوں سے پیار کرتا ہے کہ جو اِس بات پر

زور لگاتے ہیں کہ کسی طرح گناہ سے پاک ہو جائیں ۔ (چشمہ معرفت صہ ۲۴)
سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو ۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے ۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اَور طاقت سے ۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی ۔ اگر ہم اپنے آپکو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہوں گے (ملفوظات جلد ہفتم صہ ۳۸۶) ۔ اصل راہ اور گُر خداشناسی کا دُعا ہے ۔ اور پھر صبر کے ساتھ دُعاؤں میں لگا رہے ۔ ایک پنجابی فقرہ ہے :-

"جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا"

حقیقت میں جب تک انسان دُعاؤں میں اپنے آپ کو اس حالت تک نہیں پہنچا لیتا کہ گویا اُس پر موت وارد ہو جاوے اُس وقت تک باب رحمت نہیں کھُلتا ۔ خدا تعالیٰ میں زندگی ایک موت کو چاہتی ہے ۔ جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھ نہیں ۔ خداجوئی کی راہ میں لفظ پرستی سے کچھ نہیں بنتا بلکہ یہاں حقیقت سے کام لینا چاہیئے ۔ جب طلب صادق ہو گی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اُسے محروم نہ کرے گا ۔ (ملفوظات جلد ہشتم صہ ۳۱۳)

قرآن شریف معارف و حقائق کا ایک دریا ہے اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآن شریف کے پورے طور پر خدا تعالیٰ پر یقین لا سکے ۔ کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اس کی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دُور ہو جاتے ہیں ۔ ہر ایک مذہب والا محض قصہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآن شریف اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے (چشمہ معرفت صہ ۲۷۱) ۔ جو شخص قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اس کو کوئی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے ، پھر خدا کی رحمت اُس کی دستگیری کرتی ہے اور خارق عادت طریقوں سے اس کے ایمان کو قوت دی جاتی ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں ۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ ان بشارتوں کے اُس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے (چشمہ معرفت صہ ۲۲۳)

انسان کی عملی حالت سے بڑھ کر کوئی امر اُس کے خالص ایمان پر گواہ نہیں ہو سکتا ۔ عملی حالت انسان کی اُس کے ایمان پر ایک مستحکم شہادت ہے (چشمہ معرفت صہ ۲۳۷) ۔ بیعت کی حقیقت سے پوری

طرح واقفیت حاصل کرنی چاہیئے اور اُس پر کاربند ہونا چاہیئے۔ اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ بیعت پھر اُس کے واسطے اور بھی باعثِ عذاب ہوگی۔ کیونکہ معاہدہ کر کے جان بُوجھ کر اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۲۴) ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۲۷) مَیں کثرتِ جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے اُن میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور اُن کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجہ سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔ حق اللہ اور حق العباد کو فراخ دلی سے پُورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعتِ دین کے لئے اُن میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے۔ اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۴)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی اُن میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو کہ اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ اُن ہی کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہوگا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۴۸) ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہؓ والا چاہیئے جنہوں نے اپنے سر خدا تعالیٰ کی راہ میں کٹوا دیئے تھے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۸۱)

مَیں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اُسوۂ حسنہ وہی ہو جو صحابہؓ کا تھا۔ میرا کہنا صرف کہہ دینا ہے توفیق عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اِس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو، ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاوے گا اور آخر اُسے جیل میں جا کر اپنی جعلسازی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ پس اسی

طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اُس کا ہو جاوے اُسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے۔ (ملفوظات جلد نہم صلا۲۵)

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اُس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کماحقہٗ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اُس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اُس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات جلد دہم صلا۷۳)

مجھے یہ وحی بار بار ہوئی اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ مَیں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اِس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اِس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اِس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیّت اور نصرت اُس وقت ملے گی جب سچّا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو (ملفوظات جلد ہشتم صلا۳۷)

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ مَیں بچہ تھا، جوان ہُوا اور اب بوڑھا ہو گیا۔ مَیں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اُسے رزق کی مار ہو اور نہ اُس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پُشت تک رعایت رکھتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اُس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو۔ (ملفوظات جلد ہشتم صلا۱۰۹)

وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اِس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا (ملفوظات جلد ہشتم صلا۱۱۰)

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو اُن کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال اُن کو نہیں آتا کہ اِس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ

ہو۔ مگر یہ دائم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پرواہ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پرواہ نہیں کرتے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے :۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ :۔

اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ۔

میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۹)

(حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد کے حق میں والدین کی دعاؤں کو سنتا اور قبولیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔ سو سب سے بڑا گر تربیتِ اولاد کا والدین کی دعائیں ہی ہیں۔)

آخر میں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس وصیت میں سے ایک اقتباس پڑھتا ہوں جو حضور نے جماعت کے لئے بطور مشعلِ راہ چھوڑی۔ اور اس رسالہ کا نام بھی آپؑ نے الوصیّت تجویز فرمایا۔ اس رسالہ کے لکھنے کی غرض بھی حضور نے رسالہ کے شروع میں تحریر فرما دی ہے۔ اس وصیت میں جہاں حضور نے جماعت کو انتباہ کیا ہے وہاں جو وعدہ جماعت کی ترقی دینی و دنیوی دونوں کا آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا اس کا اظہار اس پیار اور محبت اور شفقت سے کیا ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی

دنوں تک تم اِس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مرجاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خُدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق نہیں توڑ دو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ۹)

خیر و برکت کا راز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا مُنہ نہ دیکھیں گے پس نیک نیتی کے ساتھ اور پُوری اطاعت اور فرمانبرداری کے رنگ میں خدا اور اُس کے رسولؐ کے فرمودہ پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کہ بہتری اِسی میں ہے۔"

(الحکم ۱۲ر مئی ۱۸۹۹ء)

دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار!

انصار اللہ کے چودھویں سالانہ اجتماع میں "تربیت نفس و تربیت اولاد" کے موضوع پر محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی معرکۃ الآراء تقریر سے معاً قبل آپ کے ارشاد کی تعمیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل منتخب اشعار مکرم جناب چودھری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید مجلس مرکزیہ نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

یہ کہاں سے سُن لیا تم نے کہ تم آزاد ہو
کچھ نہیں تم پر عقوبت گو کرو عصیاں ہزار

نعرۂ اِنَّا ظَلَمْنَا سُنّتِ ابرار ہے
زہر مُنہ کی مت دکھاؤ تم نہیں ہو نسلِ مار

موت سے گر خود ہو بے ڈر کچھ کرو بچوں پہ رحم
امن کی راہ پہ چلو بن کو کرو مت اختیار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامانِ دیار

صَیدِ طاعوں مت بنو پورے بنو تم متقی
یہ جو ایماں ہے زباں کا کچھ نہیں آتا بکار

جسم کو مَل مَل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار

صدق کو جب پایا اصحابِ رسول اللہ نے
اس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

جاودانی زندگی ہے موت کے اندر نہاں
گلشنِ دلبر کی راہ ہے وادیٔ غربت کے خار

واہ رے باغِ محبت موت جس کی رہگذر وصلِ یار اس کا ثمر پر اِرد گرد اس کے ہیں خار

ہے غضب کہتے ہیں اب وحیِ خدا مفقود ہے اب قیامت تک ہے اِس اُمت کا قصوں پر مدار

ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

ایسے دل پر داغِ لعنت ہے ازل سے تا ابد جو نہیں اس کی طلب میں بے خود و دیوانہ وار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار

دل جو خالی ہو گدازِ عشق سے وہ دل ہے کیا دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبرِ یکتا قرار

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار

اِس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے اِک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

چھُٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری اُلفت کے اسیر جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر پائی بہار

سب پیاسوں سے نکوتر تیرے مُنہ کی ہے پیاس جس کا دل اس سے ہے بریاں پا گیا وہ آبشار

جس کو تیری دُھن لگی آخر وہ تجھ سے جا ملا

جس کو بے چینی ہے یہ وہ پا گیا آخر قرار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی ارشاد فرمودہ

تحریکات بابت وظائف و درود اور اُن کی اہمیت

(مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ مقیم حیدر آباد)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افرادِ جماعت میں ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالنے، قلوب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ بیدار کرنے، قربِ الٰہی کے حصول اور غلبۂ اسلام کو قریب سے قریب تر لانے کی غرض سے نہایت مبارک تحریکات جاری فرمائی ہیں۔ چنانچہ پہلی تحریک تسبیح و تحمید اور درود شریف کے متعلق فرمائی۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے والی بن جائے۔ اس طرح پر کہ ہمارے مرد ہوں یا عورتیں روزانہ کم از کم ۲۰۰ بار تسبیح تحمید اور درود شریف پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ہے یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور ہمارے نوجوان ۱۵ سال سے ۲۵ سال کی عمر کے ایک سو بار تسبیح اور درود پڑھیں اور ہمارے بچے ۷ سال سے ۱۵ سال تک کی عمر کے ۳۳ دفعہ یہ تسبیح اور درود پڑھیں اور ہمارے بچے اور بچیاں جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے۔ جو ابھی پڑھنا بھی نہیں جانتے ان کے والدین یا ان کے سرپرست اگر والدین نہ ہوں ایسا انتظام کریں کہ ہر وہ بچہ یا بچی جو کچھ بولنے لگ گئی ہے یا لفظ اٹھانے لگ گئی ہے ان سے ۳ دفعہ کم از کم تسبیح اور درود کہلوایا جائے۔" (الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء)

حضور اسی ضمن میں مزید فرماتے ہیں:-

"اس طرح کروڑوں صوتی لہریں خدا تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے نتیجہ میں فضا میں گردش کھانے لگ جائیں گی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی

چاہیئے کہ اے خدا ہمیں توفیق عطا کر ہماری زبان سے تیری حمد اس کثرت سے نکلے کہ شیطان کی ہر آواز ان کی لہروں کے نیچے دب جائے اور تیرا ہی نام دنیا میں بلند ہو اور ساری دنیا تجھے پہچاننے لگے۔"

اس کے بعد حضور نے دوسری تحریک ۲۸ر جون ۱۹۶۸ء کے خطبۂ جمعہ میں فرمائی جو بکثرت استغفار کرنے کی تلقین پر مشتمل ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"ہماری جماعت کے ذمہ تمام دُنیا میں اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنا ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری تمام بشری کمزوریاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر کے نیچے دبی رہیں اور ان کا ظہور نہ ہو۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے تمام مرد اور تمام خواتین جن کی عمر پچیس سے اُوپر ہے وہ دن میں کم سے کم سَو بار، جن کی عمر ۲۵ سال سے ۱۵ سال کے درمیان ہے وہ دن میں کم از کم ۳۳ بار، جن کی عمر ۱۵ سال اور ۷ سال کے درمیان ہے وہ دن میں کم از کم گیارہ بار اور چھوٹے بچے جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے وہ روزانہ کم از کم تین بار استغفار کیا کریں۔"

پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہر روز ان دو دُعاؤں کا ورد ہمارے لئے ضروری ہے:۔

۱۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دُعا ہے۔ اس کے بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سُنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سُنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اب دُنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی

حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملکِ بقا ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدّت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اُس دن بکلّی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورۂ یٰسین سُنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دُعائیں سکھلائی ہیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دُعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیّبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پُشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور مُنہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تُو شفا پائے۔ چنانچہ دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور مَیں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اِس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اِس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیّبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ بیماری بکلّی مجھے چھوڑ گئی اور مَیں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا۔

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَآءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ

یعنی اگر تمہیں اِس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھایا تو تم اس کی نظیر کوئی اَور شفا پیش کرو۔" (تریاق القلوب ص۳۷)

اِن دونوں دُعاؤں کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ سورۃ النصر پر غور کرنے سے

بخوبی لگ سکتا ہے۔ سورۂ نصر میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اسلام کے غلبہ اور فتوحات کی خوشخبری دی ہے وہاں خاص طور پر تسبیح تحمید اور استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○

یعنی جب اللہ کی نصرت اور کامل فتوحات آجائیں گی اور تو دیکھ لے گا کہ اللہ کے دین میں لوگ فوج در فوج داخل ہوں گے۔ پس اس وقت تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بھی بیان کرنے میں مشغول ہو جائیو اور اس سے اپنی قومی تربیت کی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی دعا کیجیو وہ یقیناً اپنے بندے کی طرف رحمت کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے عظیم الشان غلبہ کا وعدہ دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان فتوحات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح تحمید اور استغفار کیا جائے۔ تسبیح کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو تمام عیوب اور نقائص سے پاک قرار دیا جائے۔ اور تحمید کے معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تمام خوبیوں کے ہونے کا اقرار کیا جائے۔

گویا اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ اپنی فتوحات کے وعدے ضرور پورے کرے گا۔ کیونکہ اگر وہ یہ وعدے پورے نہ کرے تو اس پر وعدوں کی خلاف ورزی کا الزام عائد ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ یہ الزام اپنے اوپر نہیں آنے دے گا اور مسلمانوں کو متواتر فتوحات دیتا چلا جائے گا۔ اس لئے وہی اس لائق ہے کہ اس کی حمد کے گیت گائے جائیں اور کہا جائے کہ ہر خوبی اس کی ذات میں پائی جاتی ہے۔ پھر حمد کے لفظ میں یہ اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! فتوحات کو دیکھ کر تمہارے اندر کبر پیدا نہ ہو اور یہ نہ سمجھنا کہ یہ فتوحات تمہاری کسی ذاتی خوبی کی بناء پر یا ذاتی قابلیتوں کی وجہ سے ہیں بلکہ یہ سب کچھ خدا کے فضل کے ماتحت تم کو مل رہا ہے۔

آگے اس صورت میں استغفار کرنے کا حکم ہے۔ **استغفار** کے معنے ادنیٰ لوگوں کے لئے یہ ہیں کہ جو گناہ انسان سے صادر ہو چکے ہیں ان کے بد نتائج سے اور ان کی سزا سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت طلب کی جائے۔ لیکن کامل لوگوں کے لئے استغفار کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والے کو اپنی حفاظت میں لے لے اور اس کی بشری کمزوریاں ظاہر نہ ہوں یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اس طور پر آجائے کہ اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔

غرض "وَاسْتَغْفِرْهُ" کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا ہے کہ ان اسلامی فتوحات کے نتیجہ میں گروہ در گروہ لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اور اُن کی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے خرابیاں اور اختلاط پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا اس لئے آپ دعاؤں میں لگ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی حفاظت کرے اور ان کی نصرت کرتا رہے بلکہ اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کی تربیت کا بھی سامان کرے۔ اور ایسی صورت پیدا ہو کہ مسلمان ٹھوکر اور غلطیوں سے بچتے رہیں اور اگر کوئی رخنہ پیدا ہو تو اصلاح کا سامان اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ حدیث میں لکھا ہے کہ جب سورۃ نصر نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق ہر نماز میں یہ دُعا پڑھنی شروع کر دی۔

سبحانك اللّٰهمّ ربّنا وبحمدك اللّٰهمّ اغفرلی۔

(بخاری کتاب التفسیر)

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی اس دُعا کو قبول فرمایا اور آپؐ کی وفات کے بعد اسلام میں جب بھی کوئی فتنہ پیدا ہوا اُس کی اصلاح کے لئے اپنے پاس سے سامان پیدا کئے۔ خلفاء اور مجددین کا وجود اسی بات کا ثبوت ہے۔ موجودہ دَور میں جو اسلام پر خطرناک حملوں اور فتنوں کا دَور ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور عالمگیر غلبہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ سب کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں، تسبیح و تحمید اور استغفار کا نتیجہ تھا۔

اب پھر اسلام کی فتوحات کا وقت قریب سے قریب تر آ رہا ہے۔ چنانچہ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"مَیں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم ہیں کیونکہ دنیا میں روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش بخت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوگی۔ وہ افریقہ میں ہوں گے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں۔ لیکن مَیں پُورے وثوق کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دُور نہیں کہ جب دُنیا میں ایسے ممالک اور ایسے علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء مطبوعہ الفضل ۹ر جون ۱۹۶۶ء)

غرض وقت کا زبردست تقاضا ہے کہ ہم وقت کی اہمیت کو سمجھیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق تسبیح تحمید اور استغفار اور دعاؤں میں بکثرت لگ جائیں تا اللہ تعالےٰ ہمیں فتوحات کا زمانہ دکھائے اور فتوحات کے بعد جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوں ہم ان کو اس کے فضل سے باحسن پورا کرنے والے ہوں۔

اس موقعہ پر یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ حضور کی بتائی ہوئی دعا میں آخری حصہ درود شریف پر مشتمل ہے۔ میں مختصراً یہاں درود شریف کی اہمیت اور افادیت پر بھی روشنی ڈالتا ہوں۔ سو جاننا چاہیئے کہ درود شریف کو دعا کی قبولیت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ مقربینِ حضرتِ احدیت بھی اپنے تجاریب سے شہادت دیتے آئے ہیں کہ درود شریف میں بہت برکات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

یعنی جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ دس دفعہ اس پر رحمت نازل فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس مقام پر مجھ کو یاد آگیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان کی طرف لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے تھے۔"

(براہین احمدیہ جلد چہارم صـــ۵۰۶ــ)

نیز فرماتے ہیں:-

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے۔ ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں۔ اور کہتے ہیں:-

ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔"

پس تسبیح، تحمید، استغفار اور درود شریف اسلام کی ترقی اور فتوحات، جماعت کے افراد کی اصلاح اور روحانی ترقی اور قبولیتِ دعا کے لئے نہایت اکسیر نسخہ ہے۔ پس ہمیشہ

سوز و گداز کے ساتھ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ اور

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

کا وِرد دل اور زبان سے کرتے رہیئے اور یقین رکھیئے کہ اسلام کا غلبہ اب دُور نہیں بلکہ قریب ہے۔

انسان کامل مومن کب بنتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"سُنو! انسان کامل مومن اُسوقت تک نہیں ہوتا جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرے۔ اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اُس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گم شدہ متاع کو واپس دلانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک کہ وہ اُس متاع کو نہ لے لے اور اِس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو اُس وقت تک اُس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو۔ کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دُودھ ہی پر اس کی پرورش کا انحصار ہے۔ پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے ...... اِس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰)

قبولیتِ دُعا کے شرائط

(مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریکِ جدید مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ رکوع ۲۳)

"اور (اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) مَیں (ان کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ (وہ دُعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔"

قرآن مجید کی اِس آیت کریمہ میں قبولیتِ دُعا کے وہ تقاضے بیان کئے گئے ہیں جن کو پورا کرنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بشارت ہے کہ اُن کی دُعائیں مقبول ہوں گی۔ ان شرائط اور تقاضوں کی جو تفصیل سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مختصر سی تصنیف میں مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ قبولیتِ دُعا کی اوّلین اور بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بننے کی کوشش کرے جیساکہ آیتِ کریمہ میں اِنِّیْ قَرِیْبٌ کی بشارت سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقرب بننے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے جن دو احکام کی تعمیل کرنی ضروری ہے وہ مذکورہ آیتِ کریمہ میں

(۱) فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ اور (۲) وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ

کے حکیمانہ الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔

پہلے ارشاد باری تعالیٰ کے متعلق سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ میرے بندوں کو چاہیئے کہ اگر وہ اپنی دُعائیں قبول کروانا چاہتے ہیں تو میری باتیں مان لیا کریں۔ اگر وہ میرے احکام کو قبول کریں گے اور اُن پر عمل کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کی دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو مومن کا

ولی قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے دوست اُسے نہیں کہتے جو ہر ایک بات مان لے بلکہ اُسے کہتے ہیں جو کچھ مانے اور کچھ منوائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آپکو مومنوں کا ولی فرماتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی باتیں بندہ کی مَیں مانتا ہوں اور بہت سی اُسے ماننی چاہئیں۔ یہاں بھی یہی فرمایا ہے کہ جو مجھے پکارتا ہے مَیں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ مگر اس کے قبول ہونے کا طریق یہ ہے کہ وہ بھی میری باتیں قبول کرے۔ وہ میرے احکام کو مانے، پھر اُسے جو تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی اُن کو مَیں دُور کر دوں گا۔ گویا خدا تعالیٰ ایک عہد کرتا ہے کہ تم میری باتیں مانو مَیں تمہاری مانونگا۔"

(قبولیتِ دُعا کے طریق صٓ)

اللہ تعالیٰ کا دوسرا ارشاد جو اِس آیتِ کریمہ میں مذکور ہے اور قبولیتِ دُعا کی ایک لازمی شرط ہے وہ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ کا ارشاد ہے۔ اس کے متعلق سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"یہاں خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے اس کی شریعت پر ایمان لانا مراد نہیں بلکہ دُعا کے قبول ہونے کا ایک گُر بتایا ہے جس کے نہ سمجھنے سے بہت سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور اُن کی دُعائیں رد کی گئی ہیں۔ وہ گُر یہ ہے کہ انسان شریعت کے تمام احکام پر عمل کرے اور دُعائیں مانگے مگر ساتھ ہی اس بات پر بھی ایمان رکھے کہ خدا تعالیٰ دُعائیں قبول کرتا ہے۔"

پھر اسی کے تسلسل میں حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَيْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ۔ اللہ کی رحمت سے کبھی نا امید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے کوئی ناشکرا انسان ہی نا امید ہوتا ہے ورنہ جس جس نے اپنے اُوپر خدا تعالیٰ کے اس قدر نشان دیکھے ہوں جن کو وہ گِن بھی نہ سکتا ہو وہ ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ میرا فلاں کام خدا نہیں کرے گا اور فلاں دُعا قبول نہیں ہو گی۔ خواہ اس کی کیسی ہی خطرناک حالت ہو اور وہ کیسی ہی مشکلات اور مصائب میں گھرا ہوا ہو پھر بھی وہ یہی سمجھتا اور یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اشارہ سے بھی یہ سب کچھ دُور ہو سکتا ہے اور خدا ضرور دُور کردیگا اور اگر اُسے دُعا کرتے کرتے بیس سال بھی گزر جائیں تو بھی یہی یقین رکھتا ہے کہ میری دُعا

ضائع نہیں جائے گی اور اُس وقت تک دُعا کرنے سے باز نہیں رہتا جب تک کہ خدا تعالےٰ ہی منع نہ کرے کہ اب یہ دُعا مت کرو۔ گو اُس کی دُعا قبول نہ ہوئی لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کے کلام کا شرف تو حاصل ہوگیا کہ خدا تعالیٰ نے فرما دیا اب دُعا نہ مانگو۔ تو جب تک خدا تعالیٰ نہ منع کرے اُس وقت تک دُعا کرنے سے نہیں رُکنا چاہیئے۔"

(قبولیتِ دُعا کے طریق صنا-۱۱)

اب مَیں قبولیتِ دُعا کے پاکیزہ اور ہمہ گیر عنوان پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف ملفوظات کے بحرِ ذخّار میں سے کچھ موتی ہدیۂ احباب کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔ یعنی جب ہم دُعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ قانونِ قدرت کا تعلق ہمیشہ سے دُعا کا تعلق ہے۔ بعض لوگ آجکل اسے بدعت سمجھتے ہیں۔ ہماری دُعا کا جو تعلق خدا تعالیٰ سے ہے مَیں چاہتا ہوں کہ اُسے بھی بیان کروں۔

ایک بچّہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لئے چلّاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دُودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچّہ دُعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اُس کی چیخیں دُودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں؟ اِس کا ہر ایک کو تجربہ ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دُودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچّہ کی چلّاہٹ ہے کہ دُودھ کو کھینچ لاتی ہے تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی کھینچ کر نہیں لاسکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچّہ کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔ دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے، مانگتے جاؤ ملتا جاوے گا۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کوئی لفّاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صـ۱۲۹)

نیز اسی سلسلہ میں حضورؑ مزید فرماتے ہیں:۔

" مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالےٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں

مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو مَیں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اُسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اُٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافرِ نعمت ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے یہی معنے ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تُو نے عطا کئے ہیں۔ دیکھو یہ زبان جو عروق اور اعصاب سے خلق کی ہے اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ کر سکتے۔ ایسی زبان دُعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے۔ اگر ہم دُعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہماری شور بختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یک دفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔ پس یہ کیسی رحیمیت ہے کہ ہم کو زبان دے رکھی ہے۔ ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آجاوے تو خاک بھی نہ سُنائی دے۔ ایسا ہی قلب کا حال ہے۔ وہ جو خشوع و خضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکّر کی قوتیں رکھی ہیں اگر بیماری آجاوے تو وہ سب قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ اُن کے قویٰ کیسے بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ اِن خداداد نعمتوں کی قدر کریں۔ اگر اِن قویٰ کو جو اللہ تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کئے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافرِ نعمت ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صنہ ۱۳)

پھر حضور علیہ السلام قبولیتِ دُعا کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مَیں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دُعا کی صورت میں آتا ہے۔ مَیں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے۔ بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اِس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ مَیں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔" (ملفوظات جلد اوّل ۱۹۵)

نیز حضور علیہ السلام ایک اور جگہ دُعا کے لوازمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
"دُعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کن الفاظ میں اس لذّت اور سُرور کو دُنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دُعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمالِ صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دُعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور بھی صراحت کر دی کہ ہم اُس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے۔ اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جن پر بد اعمالیوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی آگیا۔ اور ضالین کہہ کر یہ دُعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدُوں بھٹکتے پھریں۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۲)

پس انہی لوازمات کے ساتھ کی ہوئی دُعا کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دُعا دیکھو تو!

استغفار اور دُعاؤں میں لگ جاؤ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"بے خوف ہو کر مت رہو۔ استغفار اور دُعاؤں میں لگ جاؤ۔ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب غفلت کا وقت نہیں رہا۔ انسان کو نفس جھوٹی تسلّی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہو گی۔ موت کو قریب سمجھو۔ خدا کا وجود برحق ہے۔ جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلّت کی موت دیکھے گا۔" (ملفوظات جلد دوم ص۲۶۵)

حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

(مکرم جناب نسیم سیفی صاحب ربوہ)

قوم کا ہر فرد ہو گر نورِ دیں ——— آسماں بھی کہہ اُٹھے صد آفریں
زندگی کی ظلمتیں کافور ہوں ——— چشم و دل میں بجلیاں ہوں جاگزیں
ہر گھڑی ہر آن ہر لحظہ سفر ——— معرفت کے شوق کی حد ہی نہیں
راہِ مولا میں لُٹے ہر جان و دل ——— مدّعائے زیست ہو جانِ آفریں
صدقِ دل ہو آپ ہی اپنی مثال ——— راستی ہو محورِ دُنیا و دِیں
ہو امامِ وقت پر سب کچھ نثار ——— سجدۂ طاعت کی حامل ہو جبیں
خدمتِ انساں وجہِ افتخار ——— انکسار و عجز فطرت کے امیں
فرد سے ملّت ہے ملّت فرد سے ——— آ گیا ہونٹوں پہ یہ رازِ حسیں
نورِ دیں شمعِ ہدیٰ کا نور ہے ——— اس سے تابندہ ہوئی راہِ یقیں

دیکھ کر نقشِ قدم اس کا نسیمؔ
جیسے منزل میں کوئی دُوری نہیں

صحابۂ کرامؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ اطاعت

(مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف)

خدا تعالیٰ کے ماموروں پر ایمان اور ان کی اطاعت، سعادتِ دارین کا موجب ہوتی ہے اور ان کا انکار اور مخالفت، خسران و تباب کا۔ بہت خوش بخت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو کسی مامور کی شناخت کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی برکات اور اُس کے فضلوں کا مورد ہوتا ہے وہ شخص جو مامور کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر پھر اطاعت اور اتباع کا اعلیٰ نمونہ دکھاتا ہے۔ اطاعت ابوبکرؓ بناتی ہے، اتباع نورالدینؓ بناتی ہے اور جو اطاعت کو ترک کرتا ہے وہ بلعم باعور ہو جاتا ہے، وہ عبداللہ بن ابی اور سعد اللہ لدھیانوی کا رُوپ دھار لیتا ہے۔

ماموروں کی قبولیت خدا کی تقدیر کے ماتحت ہوتی ہے۔ فرشتے ان رُوحوں پر نشان لگاتے ہیں جن کے لئے سعادت مقدر ہوتی ہے۔ نبیؐ وقت آواز دیتا ہے اور سعید رُوحیں دیوانہ وار لبیک کہتی ہوئی اس کی خدمت میں آحاضر ہوتی ہیں۔ مولانا رومؒ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں سہ

در دلِ ہر اُمتی کز حق مزہ است ؛ روئے و آوازِ پیمبر معجزہ است
چوں پیمبر از بروں بانگے زند ؛ جانِ اُمت در درون سجدہ کند

یعنی ہر اُمتی کہ جس کا دل صداقت آشنا ہے اُس کے لئے پیغمبر کا چہرہ اور آواز ہی معجزہ ہے۔ جب پیغمبر ندا دیتا ہے اُمتی کی رُوح رقص کرتی آتی ہے۔

ایک مومن مامور کی حقیقت کو جتنا زیادہ جانتا ہے اس کے اندر اطاعت کا جذبہ اُتنی قدر ترقی پذیر ہوتا ہے۔ ان عارفین کو اس مامور کے چہرہ میں خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ اُن کا وجود خدانما ہوتا ہے، وہ حسن و احسان کا مجسمہ ہوتے ہیں۔ لہذا سنّتِ ابوبکرؓ پر چلنے والے کا سب کچھ اس راہ میں فدا ہوتا ہے۔ وہ پھر مامورِ وقت کی ایسی اطاعت کرتا ہے جیسی نبض دل کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے جذبۂ اطاعت میں سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کی تعریف میں یہ فرمایا:-

"ویتبعنی فی کلّ امری کما یتبع حرکۃ النبض حرکۃ التنفس وأراہ فی رضائی کالفانین۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۸۶)

یعنی وہ ہر معاملہ میں میری پوری پوری پیروی کرتے ہیں جیسے نبض دل کی، اور میری رضاء کی خاطر انہوں نے اپنے نفس کو فنا کر لیا ہے۔

بجا فرمایا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔ خدا کے مامور اُن لوگوں میں سے نہیں ہوتے جو زیب داستاں کے لئے کچھ بڑھا لیا کرتے ہیں۔ ان کا ایک ایک لفظ حقیقت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے کس طرح حضور کے اس ارشاد کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان فرماتے ہیں :-

"ایک دن میں حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس بیٹھا تھا وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کر دینے کے لئے فرمایا مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحی صاحبہؓ بھی جو اسوقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آگئیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ اس دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ "مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی کے لڑکے کو دیدو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دیدوں گا۔"
(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۱۱)

ہمارا خدا کتنا نکتہ نواز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے الفاظ خدائے ذوالعرش کو پسند آئے اور آپؓ کی یہ لڑکی موعود خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئی۔

سچ یہ ہے کہ اطاعت کا یہ جذبہ یقیناً عطاءِ الٰہی ہے ؎

یہ رتبۂ بلند ملا، جس کو مل گیا ؛ ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں

حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے بھیرہ میں ایک عالی شان مکان کی تعمیر شروع کرائی ہوئی تھی۔ لاہور کچھ عمارتی سامان خریدنے گئے۔ وہاں سے خیال آیا کہ چلو قادیان ہو آئیں، قریب ہے۔ حضورؑ کی ملاقات کر آئیں۔ قادیان خدمت اقدس میں حاضر ہوئے قبل اس کے کہ حضورؑ سے واپسی کی اجازت مانگتے حضورؑ نے فرمایا مولوی صاحب اب تو آپ فارغ ہو گئے۔ آپؓ نے عرض کی ہاں حضور اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ یکہ بٹالہ سے واپسی کا کر کے آئے تھے یکے والے کو کہا تم اب جاؤ۔ اور پھر ایک موقعہ پر حضورؑ نے فرمایا۔ مولوی صاحب! اب آپ وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ بہت ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہو گا کہ دل میں خیال بھی نہ آوے۔ فرماتے ہیں :-

گاڑی سے اُتر کر دَوڑتا ہوُا شہر گیا۔منشی صاحب کا پتہ جس مکان کا تھا وہاں گیا مگر جواب ملا کہ وہ تو صبح ہی چلے گئے ہیں۔ کہاں گئے ہیں ؟ اِس سوال کے جواب میں ایک دوسرے مکان کا پتہ دیا گیا۔ مارا مارا وہاں پہنچا مگر افسوس منشی صاحب وہاں بھی نہ ملے۔ لوٹ کر پہلے مکان پر آیا۔ ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا تو پھر وہ "لمبانوالی" چلے گئے ہوں گے۔ وہ کدھر ہے؟ کیونکر پہنچوں۔ گھر والوں نے جواب دیا وزیر آباد یا گکھڑ کو جانے والے کسی یکّہ میں بیٹھ کر راہوالی کے برابر اُتر جانا وہاں سے سیدھا راستہ لمبانوالی کو جاتا ہے۔ یہ مقام گوجرانوالہ سے براستہ سڑک چار میل ہوگا۔ فوراً یکوں کے اڈّہ کو دَوڑا جہاں ایک یکّہ سواریاں لیکر روانہ ہونکلا تھا مَیں نے دَوڑ کر اُسی سے کہا کہ فلاں جگہ تک مجھے بھی لے چلو۔ اُس نے انکار کیا اور کہا کہ سواریاں پوری ہیں اَور جگہ نہیں۔ مَیں نے چونکہ ضروری جانا تھا کچھ خوشامد کی اور کہا گکھڑ کا کرایہ لے لو اور لے چلو مَیں پٹڑی پر پَیر ٹکا کر ہی گزر کر لوں گا۔ پیسوں کے لالچ نے اس کو کچھ مجھ پر مہربان کر دیا اور اِس طرح مَیں یکّہ میں بیٹھ کر راہوالی پہنچا۔ . . . . تانگہ سے اُتر کر سیدھا لمبانوالی کو دَوڑنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی میری مدد فرمائی زمین لپٹتی گئی یا سورج ہی تھما دیا۔ مَیں گاؤں میں پہنچا منشی صاحبؓ کا مکان دریافت کر کے آواز دی۔ منشی صاحب میری آواز پہچان کر ننگے سر اور ننگے پاؤں دروازے پر آ گئے۔ مَیں نے جلدی میں مقصد و غرض بتائی اور فوراً آجانے کو کہا۔ اُنہوں نے ایک منٹ بھی نہ لیا اور پگڑی جُوتی اور کپڑا لیکر نکل آئے اور میرے ساتھ واپس گوجرانوالہ سٹیشن کو دَوڑنے لگے۔ دونوں دَوڑے اور خوب دَوڑے۔ واپسی پر منشی صاحب ایک پگڈنڈی کے راستہ سیدھے سٹیشن گوجرانوالہ کو لائے اور اللہ کا احسان ہوُا کہ اِدھر ہم پہنچے اُدھر گاڑی آ گئی۔ جلدی سے ٹکٹ لئے اور خدا کے نام سے سوار ہو کر شکر بجالاتے ہوئے گورداسپور کو روانہ ہو گئے جہاں خدا کا اولوالعزم نبی ہماری انتظار میں تھا۔ الحمد للّٰہ ثمّ الحمد للّٰہ ثمّ الحمد للّٰہ کہ ہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سُرخرو ہوئے۔ سیّدنا حضرت اقدسؑ کے حضور سرخروئی نصیب ہوئی۔ حضورؑ خوش ہوئے اور تبسّم فرماتے ہوئے جزاك اللّٰہ فرماتے اور دُعائیں دیتے رہے۔"

(اصحاب احمد جلد نہم صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۰)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندو تھے۔ پہلا نام ہریش چندر تھا۔ سترہ سال کی عمر میں قادیان پہنچ گئے۔ ان کی زندگی کے ایسے کتنے ہی واقعات ہیں۔ حضورؑ نے گیارہ بجے

شب کو ئی ارشاد فرمایا کہ فیض اللہ چک یہ پیغام دیتا ہے اور بھائی جی بر سات کی اندھیری راتوں میں منزلِ مقصود کو روانہ ہو گئے۔ یہ وہ بزرگ تھے جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رضائے باری کی تلاش کے بعد اطاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں گزرتا تھا۔ وہ شمع، وہ قندیلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو قادیان کی سرزمین میں روشن ہوئی یہ اس کے پروانے تھے۔

یہ اور حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویدک دھرم کی وادی سے نکلے اور غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چرنوں میں آ پہنچے جبکہ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) نے سکھ مذہب کو تیاگ کر پرگنہ بٹالہ کے گوروکے در پر دھونی رمالی۔ اِس شمع کے پروانوں میں نورالدینؓ بھی تھے اور جہلم کے مولانا برہان الدینؓ بھی کہ جب حضورؑ جہلم تشریف لے گئے یہ جبّہ پوشکا باندھے ہاتھ میں ڈنڈا لئے حضورؑ کے جلوس کے آگے آگے رقص کرتے جاتے تھے۔ اور جب سیالکوٹ میں حضورؑ کی تشریف آوری پر اُن کو پکڑ کر سڑک پر اوباشوں نے لٹا کر مُنہ میں گوبر ڈالا تو بلالؓ کی طرح یہ کہتے سُنائی دیتے تھے:۔

" واہ او برہانیا! ایہہ قسمت کتھوں سی "

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا ذکر کروں یا حضرت منشی روڑے خان صاحبؓ کا، کس کس کا ذکر کروں کہ یہاں تو ہر پروانہ جاں نثاری اور فدائیت کا نمونہ ہے۔

اے بارِ الٰہ! اِن مقدس انسانوں کا قافلہ اب گزر چکا ہے، خال خال کوئی مسافر رہ گیا ہے۔ جب تک یہ زندہ تھے عشق و محبت کے بازار میں گرمی تھی۔ یہ مسیحِ پاکؑ کی صداقت کا ایک نشان تھے۔ یہ اُس مُنہ کے بھُوکے تھے۔ ان کی زندگیاں اُس کے لئے تھیں۔ یہ تاریخ احمدیت کے معمار تھے۔ انہوں نے ہم کو جاں سپاری اور فدائیت کا درس دیا۔ اب یہ امانت جن ہاتھوں میں ہے اس مقدس امانت کا واسطہ، مسیح پاکؑ کے مشن کا واسطہ، اِن کمزور ہاتھوں کا واسطہ، ان ہاتھوں کو امانت کے مستحق بنا۔ اِنہیں وہ فدائیت اور احمدیت کا عشق عطا فرما جو اِن مقدس صحابہؓ کو عطا کیا تھا ؎

شاہاں چہ عجب بنوازند گدا را

"خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خیال میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔" (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صـ۱۶۹)

دیکھئے جذبۂ اطاعت کی اتھاہ گہرائی کہ دل نے بھی گردن انقیاد خم کر دی حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ راوی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مولوی صاحبؓ کو یہ بھی کہیں کہ آگ میں گھس جاؤ یا پانی میں کود جاؤ تو ان کو کوئی عذر نہ ہوگا۔" (سیرت المہدی)

سچ ہے سے

کس بہر کسے سر نہ دہد جاں نفشاند　　؎　　عشق است کہ ایں کار بصد شوق کناند

کوئی کسی کی خاطر جان نہیں دیتا، سر نہیں دیتا۔ جذبۂ عشق ہی ہے جو یہ سب کچھ صد شوق سے کرواتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کبھی کبھی "الدار" کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے تھے:۔

"نور الدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نور الدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہ ہوا کرتا تھا۔"

(حیوٰۃ نور الدین صـ۱۸۹)

مسیح پاک کے یہ جاں نثار خادمؓ ایک دن اپنے مطب میں تشریف فرما تھے کہ حضورؑ کا دہلی سے تار موصول ہوا "فوراً چلے آئیں"۔ انگریزی لفظ "Immediate" تھا۔ وہاں سے اٹھے، نہ کپڑے بدلے، نہ بستر لیا، نہ گھر گئے حالانکہ گھر بھی بالکل پاس ہی تھا اور بٹالہ کو روانہ ہو گئے۔ گھر والوں کو علم ہوا تو کسی کے ہاتھ کمبل بھجوا دیا۔ جیب میں کرایہ نہ تھا کسی سے طلب بھی نہ کیا۔ بٹالہ پہنچے تو ایک ہندو رئیس اپنی بیوی کے علاج کے لئے حاضر ہوا۔ واپس گاڑی پر چھوڑنے آیا تو رئیس نے دہلی کا ٹکٹ بھی لیا اور معقول رقم بھی بطور نذرانہ کے پیش کی۔

کیا فتویٰ ہے عقل و دانش کا کہ "فوراً" کے یہ معنے تھے کہ کرایہ بھی نہ لیا جائے، کپڑے بھی نہ بدلے جائیں، گھر تک بھی نہ جائیں! عقل جو چاہے کہے لیکن صاحبِ دل دل کی سنتے ہیں، وہ عشق و محبت کی نفیری پر رقص کرتے ہیں۔ کسی نے شاید اسی قسم کے مواقع کے لئے کہا ہے سے

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل　　؎　　لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

اسی قسم کا واقعہ "چند" اور فدائیوں کا بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دہلی میں قیام تھا کیونکہ

کے تین مخلصین کے نام ایک خط موصول ہوا کہ یہاں کے لوگ اینٹ پتھر بہت پھینکتے ہیں میں بعض دوستوں کو اس ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہوں اس لئے آپ (یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ، حضرت منشی روڑے خان صاحبؓ اور حضرت محمد خان صاحبؓ) فوراً آجائیں۔ تینوں کچہری میں تھے، وہاں سے اُٹھے اور دہلی کے لئے روانہ ہو گئے، گھر بھی نہ گئے۔ کرتارپور ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور ایک فدائی کے پاس آگے جانے کے لئے کرایہ بھی نہ تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ منشی رستم علی صاحب اُسی گاڑی میں سوار ہیں اور کہتے ہیں ایک ٹکٹ نہ لینا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ (سیرتِ ظفر صـ۱۲۳)

کپورتھلہ کی جماعت کے اس فدائی یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ سے مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک اشتہار چھپوانا ہے جس کی لاگت ساٹھ روپے کے قریب ہے کیا آپ کی جماعت یہ خرچ برداشت کرے گی؟ فدائی اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ گھر آ کر بیوی کا سونے کا زیور بیچ کر روپے حضورؑ کے قدموں میں رکھ دیتے ہیں اور جماعت کے کسی فرد سے اس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ (سیرت ظفر صـ۹۲)

اس جذبہ کا اظہار کرنیوالے وہ تھے جن کے متعلق مسیح پاکؑ کی زبان سے یہ ارشاد ہوا تھا کہ "کپورتھلہ کی جماعت دنیا میں میرے ساتھ رہی ہے اور آخرت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔" (سیرت ظفر صـ۲۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ آقا کے لبِ مبارک سے جو نکلا خادم نے اُسے حرزِ جاں بنایا۔ حضرت مولانا راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میری اہلیہ سخت بیمار ہے ازراہِ نوازش بٹالہ چل کر اُسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا حضرت مرزا صاحب سے اجازت حاصل کر لو۔ اُس نے حضرتؑ کی خدمت میں درخواست کی۔ حضورؑ نے اجازت دی۔ بعد نمازِ عصر جب حضرت مولوی صاحبؓ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ "امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے"۔ عرض کی "بہت اچھا"۔ بٹالہ پہنچے، مریضہ کو دیکھا۔ واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی تھی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ اُن لوگوں نے عرض کی کہ حضرت راستے میں چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے پھر بارش اسقدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے۔ کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑیگا مگر آپؓ نے فرمایا خواہ کچھ ہو، سواری کا انتظام ہو یا نہ ہو میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے۔ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے مگر بارش کی وجہ سے راستہ میں کئی مقامات پر اسقدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپؓ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپؓ کے پاؤں زخمی ہو گئے مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت

مسجد مبارک میں حاضر ہو گئے۔ حضرت اقدسؑ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے تشریف لے آئے تھے؟ قبل اس کے کہ کوئی اور جواب دیتا آپؓ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی حضور! میں واپس آ گیا تھا"

(حیوٰۃ نور الدین صا۱۹۱)

کسی تکلیف اور مشقت کا ذکر نہ کیا اور نہ یہ عرض کیا کہ ابھی پہنچا ہوں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ سے اجر پاتے ہیں اور اللہ کے بندے انہیں خوب پہچانتے ہیں۔ آئینہ کمالات اسلام کی عربی عبارت پڑھ کر دیکھیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس عاشق اور فدائی کے متعلق کیا کچھ کہا۔ خدا کے مامور کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک فقرہ اس دنیا اور آخرت میں بھی نور الدینؓ کے لئے سرمایۂ افتخار ہوگا۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"وما رأیت عبقریاً مثله مذ کنت من المبصرین ولمّا جاءنی ولاقانی ووقع نظری علیه رأیته اٰیةً من اٰیات ربّی وأیقنتُ انّه دعائی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۸۳)

جب سے مجھے یہ نظر ملی میں نے اس جیسا عظیم انسان نہیں دیکھا جب وہ میرے پاس آئے، مجھے ملے اور میری نظر ان پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہ خدا کے نشانات میں سے ایک نشان ہے اور میری دعا کا ثمرہ ہے۔

عبقریؓ کے معنی ہیں ایسا سردار جو سب سے افضل ہو۔ وہ شخص جس کے کمالات اور حذاقت باعث تعجب ہوں۔ (المنجد)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی کو وفات پائے زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ یہ واحد احمدی بزرگ ہیں جو ہندوستان کے شہری تھے پاکستان میں فوت ہوئے لیکن مسیح موعودؑ کے قدموں میں جا پہنچے وذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء۔ تقسیم ملک کے بعد سب عزیز پاکستان آ گئے تھے لیکن انہوں نے درِ مسیح پر دارالمسیح میں دھونی رما رکھی تھی۔ ان کی زبان سے ایک واقعہ سنئے:۔

"مقدمہ کرم دین میں ... منشی کرم علی صاحبؓ کاتب کی شہادت کی ضرورت محسوس ہوئی... نماز مغرب کے بعد حضورؑ اپنی کشتی نما مسجد مبارک کی چھت پر رونق افروز تھے... ضروریات اور انتظام سفر کے متعلق صلاح و مشورے جاری تھے کہ اچانک حضورؑ کو کوئی خیال پیدا ہوا منشی کرم علی صاحبؓ کو یاد فرمایا۔ احباب نے عرض کی حضور! وہ تو گوجرانوالہ گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا "ہمیں تو اُن کی ضرورت ہے۔ کل کی پیشی میں ان کی شہادت کرانے کا خیال ہے۔ حاضرین نے عرض کی حضور! عشاء کا وقت ہو گیا ہے، گاڑی کوئی جاتی نہیں، وہ کل نہیں پہنچ سکتے اگلی تاریخ پر اُن کی شہادت ہو جائیگی۔ حضور پرنور نے پھر فرمایا "کوئی صورت انکے آنے کی ممکن ہو تو بہتر ہے وہ کل ہی پہنچ جائیں۔ شاید حاکم پھر موقع نہ دے کیونکہ مخالفت پر تُلا ہوا ہے۔"

مَیں ابھی بچوں میں ہی شمار ہوُا کرتا تھا حضورؑ کا فرمان بار بار میرے کان میں بھی پڑا اور دل کے اندر بیٹھتا گیا۔ بزرگوں اور دوستوں کا بھی جواب سُنا اور مَیں اس پر غور میں مصروف تھا۔ آخر تیسری مرتبہ جب حضورؑ نے شدّتِ ضرورت کا اظہار فرمایا تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بات ڈال کر مجھے انشراح بخش دیا تھا مَیں نے جرأت کی اور کھڑا ہو کر عرض کی حضور! منشی کرم علی صاحب پہنچ سکتے ہیں، مگر بعد دوپہر پہنچیں گے۔ میرا کھڑا ہو کر "حضور" کا لفظ زبان پر لانا تھا کہ حضرتؑ جو شاید پہلے ہی مجھے دیکھ رہے تھے میری طرف متوجہ ہوگئے اور ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ فرمایا "ہاں میاں عبد الرحمٰن بیان کرو وہ کیسے آسکتے ہیں؟" مَیں نے عرض کی "حضور! ابھی بٹالہ چلا جاؤں گا۔ وہاں سے یکّہ مل گیا تو بہتر ورنہ کوشش کروں گا کہ راتوں رات امرتسر پہنچ کر وہاں سے صبح کی نماز کے قریب لاہور اور گوجرانوالہ کو جانے والی گاڑی میں بیٹھ کر گوجرانوالہ آٹھ بجے پہنچ جاؤں اور اس طرح اُن کو لیکر گورداسپور حاضر ہو جاؤں"۔ میرا یہ بیان سُن کر حضورؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا "رات کا وقت ہے اکیلے جانا مناسب نہیں میاں فتح محمد (مراد چوہدری فتح محمد صاحب مرحومؓ ناظر اعلیٰ) آپ میاں عبد الرحمٰن کے ساتھ چلے جائیں امرتسر سے آپ لوٹ آئیں۔ میاں عبد الرحمٰن آگے اکیلے چلے جائیں گے۔ ذرا ٹھہرو مَیں ابھی آتا ہوں"۔ حضورؑ مجلس سے اُٹھ کر نیچے تشریف لے گئے اور جلدی واپس تشریف لا کر مُٹھی بھر روپے میرے ہاتھ میں دیئے اور فرمایا "جاؤ اللہ حافظ۔ ہم گورداسپور میں کل آپکی انتظار کریں گے"۔ ہم نے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اور رخصت ہو گئے۔

ہم دونوں فوراً پہلے قادیان کے ایک یکّہ بان کے ہاں گئے کہ وہ ہمیں بٹالہ میں پہنچا دے مگر اسکی لیت ولعل کو ہم برداشت نہ کرسکے کیونکہ ہمارا ایک ایک منٹ قیمتی تھا۔ رات اندھیری تھی۔ ہم دونوں بھاگتے دَوڑتے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچے۔ یکّہ بانوں کے ساتھ بات چیت کی اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہوُا کہ ایک یکّہ بان جو امرتسر کا ہی تھا اتفاقاً مل گیا۔ اس کے ساتھ کرایہ طے کرکے اس کو تیاری کے لئے کہا اور خود عشاء کی نماز میں مصروف ہو گئے۔ ہم نماز سے فارغ ہوئے اور وہ اتنے میں تیار ہو گیا۔ سوار ہو کر سبحان الّذی سخّرلنا ھٰذا وماکنّا لہٗ مقرنین پڑھتے ہوئے امرتسر کو روانہ ہوئے۔ رات اندھیری تھی اور یہ علاقہ خطرناک، عموماً چوری ڈاکہ کی وارداتیں ہوُا کرتیں۔ یکّہ بان آگے اور ہم دونوں پیٹھ جوڑ کر دائیں بائیں ہوشیار و چوکس چلتے گئے۔ راستہ میں دو جگہ خطرہ معلوم ہوُا۔ دائیں بائیں سے ظلماتی آدمی اُٹھے اور بڑھے مگر ہم تینوں خدا کے فضل سے چوکس تھے۔ گھوڑا گاڑی خاصی تیز تھی ہم تک کوئی نہ پہنچ سکا اور ہم بخیریت وقت پر امرتسر کے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ خدا کا شکر کیا۔ مَیں ٹکٹ لیکر اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں گاڑی آئی اور مَیں وہی قرآنی دعا پڑھتا ہوُا لاہور اور لاہور سے گوجرانوالہ پہنچا۔

سالانہ رپورٹ

کارگذاری قیادت ہائے مجلس انصاراللہ مرکزیہ بابت سال ۱۳۴۸ھش ۱۹۶۹ء

قیادتِ عمومی

لائحہ عمل کی تیاری

اس سال جونہی نئی مجلسِ عاملہ کی منظوری موصول ہوئی قائدین کرام سے نئے سال کا پروگرام تجویز کروا کے مجلس عاملہ میں پیش کیا گیا اور صدر محترم کی منظوری کے بعد مجالس کو بھجوایا گیا اور اُسے ماہنامہ انصاراللہ میں شائع کیا گیا۔

ماہانہ رپورٹ کارگذاری

مجالسِ انصاراللہ کے کام کا جائزہ لینے کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اُن کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں ماہ بماہ مرکز میں پہنچتی رہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہر ماہ مجالس کو توجہ دلائی جاتی رہی مگر سال رواں کے دوران صرف ۲۴۰ مجالس کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں موصول ہوئیں۔ زعمائے مجالس سے درخواست ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ کارکردگی کی رپورٹ بھجوایا کریں۔ ناظمین اضلاع و علاقائی سے بھی اس سلسلہ میں خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

دوران سال خدا کے فضل سے بعض دوستوں کا کام بہت اچھا رہا چنانچہ ناظمین علاقائی میں سے مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب اور ناظمین اضلاع میں سے مکرم چوہدری رکن الدین صاحب اور مکرم پیر عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی ذمہ داری کو خدا کے فضل سے نہایت عمدگی کے ساتھ نبھانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

اجلاس مجلس عاملہ

عرصہ زیر رپورٹ میں مجلس عاملہ مرکزیہ کے دس اجلاس منعقد ہوئے جن میں مجالس کی رپورٹ کارگزاری کا جائزہ لیا گیا اور کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لئے مفید تجاویز پر غور کیا گیا۔

سہ سالہ انتخابات

ایسی مجالس جن کے گزشتہ سالی انتخابات نہیں ہو سکے تھے اُن میں سے ۱۰۷ مجالس نے دوران سال زعماء کا انتخاب کروا کے مرکز میں بھجوایا۔ اُن کی منظوری حضرت صدر محترم سے حاصل کر کے مجالس کو اس کی اطلاع بھجوائی گئی۔

تربیتی اجتماعات

تربیتی اجتماعات کا انعقاد قیادت عمومی کے پروگرام میں ایک اہم شق ہے اور یہ اجتماعات خدا تعالیٰ کے فضل سے سال ہا سال سے مجالس کی بیداری میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں لیکن اس سال ملکی حالات کی وجہ سے پروگرام کی اس شق کو کما حقہٗ عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ تاہم جہاں تک حالات نے اجازت دی اجتماعات کے لئے کوشش کی گئی۔ چنانچہ حسب پروگرام امسال مغربی پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر انصار اللہ کے کامیاب ضلعی تربیتی اجتماعات منعقد ہوئے۔

کوئٹہ ۔ پشاور ۔ ساہیوال۔ گجرات اور لائل پور۔ اِن اجتماعات میں جہاں مقامی دوست ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوئے وہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور صدر محترم کی منظوری سے مرکز کی طرف سے بھی سلسلہ کے بعض بزرگ اصحاب سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے بشاشتِ قلب کے ساتھ تشریف لے جاتے رہے۔ اور اس طرح باہر کے دوست اِن حضرات سے فیض حاصل کرتے رہے

دفترِ مرکزیہ

عرصہ زیر رپورٹ میں مجلس کے دو انسپکٹران نے ۲۵۲ مجالسِ انصار اللہ کا دورہ کیا۔ انسپکٹران کی مساعی اور ناظمین اضلاع کے تعاون سے مجالس کی تعداد میں ۶۰ مجالس کا اضافہ ہوا۔ اس طرح پاکستان کی مجالس کی کل تعداد ۷۱۸ ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک امسال اس وقت تک دفتر مرکزیہ میں ۲۷۵۸

خطوط موصول ہوئے ۔ ان خطوط پر حسب ضرورت کارروائی اور مجالس کی مناسب رہنمائی کی جاتی رہی ۔ ان خطوط کے جوابات اور مختلف تحریکوں پر مشتمل ارسال دفتر کی طرف سے ۶۸۹۳ خطوط و پیکٹ باہر بھجوائے گئے ۔

قیادت اصلاح و ارشاد

سالِ رواں کے لئے قیادت اصلاح و ارشاد کے پروگرام کی اہم شقیں یہ تھیں :-

۱۔ اس بات کی نگرانی کی جائے کہ جملہ اراکین مجلس انصار اللہ اپنے اہل و عیال کو دینی عقائد و مسائل اور ان کے دلائل سے آگاہ کرتے رہیں ۔

۲۔ اراکین انصار اللہ اپنے رشتہ داروں کو خاص طور پر پیغام حق پہنچائیں ۔

۳۔ ہفتہ اصلاح و ارشاد منایا جائے اور اس کے لئے مطبوعہ نوٹ مقررین کی امداد کے لئے مجالس کو ارسال کئے جائیں ۔

۴۔ مجالس کو تقسیم کے لئے مناسب لٹریچر ارسال کیا جائے ۔

۵۔ وقفِ عارضی کے لئے اراکین مجالس کو تحریک کی جائے ۔

محض اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پروگرام کی جملہ شقوں پر عمل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ اور خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ۔ اگرچہ مزید کوششوں کی بہت گنجائش ہے اور انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ آئندہ پروگرام پر اس سے بھی زیادہ عمل کیا اور کروایا جائے ۔ لیکن جس حد تک اکثر مجالس نے مرکز کے ساتھ تعاون کیا ہے اس کا شکریہ ادا کرنا از بس ضروری ہے ۔

بعض مجالس نے رپورٹیں ارسال کرنے میں سستی سے کام لیا ہے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مجلس کے پروگرام کو عملی جامہ نہیں پہنایا لیکن اس بات کی طرف ان کی توجہ دلانا نہایت ضروری ہے کہ کام کرنے کے بعد اس کی رپورٹ ارسال کرنا بھی درحقیقت کام ہی کا حصہ ہے ۔

الفضل کے ذریعہ اراکین مجلس کو اس بات کی تلقین کی جاتی رہی کہ وہ اپنے اہل و عیال کو دینی عقائد اور مسائل اور ان کے دلائل سے آگاہ کرتے رہیں اور خاص طور پر اپنے رشتہ داروں کو پیغام حق پہنچائیں ۔

ہفتہ اِصلاح وارشاد جو قیادت تربیت کے ساتھ مل کر منایا گیا۔ اس کے لئے ایک پمفلٹ جس میں تقریروں کے لئے نوٹس درج تھے شائع کیا گیا۔ جن موضوعات پر اس ہفتہ اِصلاح وارشاد میں تقاریر کی گئیں وہ یہ ہیں :-

۱- اسلام اور عیسائیت

۲- اناجیل میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات۔

۳- حضرت مسیح ناصری کی صلیبی موت کی تردید۔

۴- تردید کفارہ

۵- تردید الوہیت مسیح

۶- موجودہ عیسائیوں کے عقائد۔ (فرقے وغیرہ)

یہ مضامین تو اصلاح وارشاد کے مقرر کردہ تھے۔ قیادت تربیت نے جن مضامین پر تقاریر کروائیں اور جن کے نوٹس اس پمفلٹ میں درج کئے گئے تھے۔ وہ یہ تھے۔

۱۔ راست گوئی ۲- باہمی لین دین ۳- تربیتِ اولاد

۴-غریب پروری اور ۵- اطاعت۔

دوران سال تین دو ورقے شائع کئے گئے عنوان یہ تھے :-

غلبۂ اسلام کی پیشگوئی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں)

قرآن پاک کی برکات اور

قرآن کریم کی ابتدائی سترہ آیات مع ترجمہ واقتباسات از خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

پہلے دو پمفلٹ مجالس کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دیئے گئے تھے اور دوسرے دو پمفلٹ مجالس کے نمائندے جو اس اجتماع کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں اپنے ساتھ لیتے جائیں گے۔

وقفِ عارضی کی اہمیت روز بروز عیاں سے عیاں تر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تحریک نہ صرف جماعت میں قرآنی علوم کو پُر زور طریق پر رائج کرنے میں مدد دے رہی ہے بلکہ اس کے ذریعے جماعت اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں پہلے سے زیادہ بیداری کا ثبوت دینے لگی ہے۔

اگرچہ اس سلسلہ میں انصار اللہ کی طرف سے کافی کام ہو رہا ہے لیکن یہ کہنا درست ہوگا کہ ضرورت کے مطابق مجالس نے اس سلسلہ میں پوری کوشش نہیں کی۔

امید ہے کہ جملہ مجالس آئندہ وقف عارضی میں شامل ہونے کے لئے سب کو تحریک کریں گی۔ اور اپنی کوششوں کا اور ان لوگوں کا جو اس میں حصہ لیں رپورٹوں میں التزام کے ساتھ ذکر کریں گی۔

قیادتِ مال

اب سال رواں کے نو ماہ کی رپورٹ پیش ہے:۔

سال رواں میں بجٹ اور نو ماہ کی آمد کی پوزیشن یہ ہے۔

نام	بجٹ سالانہ	تدریجی بجٹ ۹ ماہ	آمد ۹ ماہ
چندہ مجلس	۴۴۵۰۰	۳۳۳۷۵	۲۹۱۴۱
تعمیر دفتر	-	-	۵۵۴
سالانہ اجتماع	۴۵۰۰	۳۳۷۵	۲۱۲۲
اشاعت لٹریچر	۴۰۰۰	۳۰۰۰	۱۴۹۱
میزان	۵۳۰۰۰	۳۹۷۵۰	۳۳۳۰۸

گویا چندہ سالانہ اجتماع اور اشاعت لٹریچر کی آمد بجٹ کا پچاس فی صد بھی نہیں ہوئی۔

سال رواں میں تا حال ۵۸۵۳ خطوط لکھے گئے۔ ۵۵ نوٹ اخبارات میں شائع کروائے گئے۔

۲۹۸ مجالس کی طرف سے بجٹ موصول ہوئے۔ مرکز میں آنے والے عہدیداروں کو بجٹ کے پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔ اس سال قائد مال کو دورہ کا موقع نہیں ملا۔

جہاں تک بجٹ کے مقابل آمد کا تعلق ہے ان نو ماہ میں تدریجی بجٹ کے مقابل وصولی کی شرح فیصد یہ ہے:۔

چندہ مجلس : ۸۷٫۳ فی صد

چندہ سالانہ اجتماع : ۶۲٫۸ فی صد

چندہ اشاعت لٹریچر : ۴۹٫۷ فی صد

گویا شرح وصولی سوائے چندہ مجلس کے خوشکن نہیں۔ ہر سال مجالس یہ وعدہ کر کے جاتی رہی ہیں کہ وہ اپنا بجٹ وقت کے اندر پورا کر دیں گی۔ مگر عملی طور پر کئی مجالس ایسی ہیں جو ایسا نہیں کر سکیں۔ مجلس کی روزمرہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس دفعہ چندہ کی شرح کو بڑھانے کے لئے ایک تجویز

رکھی گئی ہے جو اپنے وقت پر پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

سال ۱۳۴۶ ہش (۱۹۶۷ء) میں رسالہ ماہنامہ انصار اللہ کو ۳۵۵۱/۳۲ روپے بطور امداد دیئے گئے تھے۔ امسال بھی ماہنامہ کو -/۱۵۰۰ روپے دینے پڑے ہیں۔ اگر اراکین کرام اسکی خریداری کو بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ تو یہ رسالہ خود کفیل ہو سکتا ہے اور اشاعت بڑھنے سے ہی اس بلند پایہ رسالہ کی افادیت نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔

جن مجالس نے اس وقت تک اپنا بجٹ سو فی صدی پورا کر دیا ہے ان کے عہدیدار یقیناً آپ کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ مجالس کے نام یہ ہیں:۔

ضلع جھنگ :۔ ربوہ۔ جھنگ صدر۔ ڈردار

ضلع ملتان :۔ ملتان شہر۔ چک $\frac{13}{8-R}$ دنیاپور۔ چک ۱۶۳۔ سرائے سدھو

ضلع لائل پور :۔ لائل پور شہر۔ چک ۴۱۶ ج۔ب۔ چک ۳۰۰۔ ج۔ب چک ۳۶۷ ج۔ بجلیانوالہ۔ جڑانوالہ۔ چک ۶۱ دہرودڑ۔ چک ۹۶۔گ۔ب صریح۔ چک ۱۰۸۔ ر۔ب چوہدری والا۔ چک ۱۹۴۔ ر۔ب لاٹھیانوالہ۔ چک ۱۰۱ لقوآنہ۔ چک ۱۲۱ گوکھووال۔ چک ۹۴۔ ج۔ب چک ۶۶ دھاندرہ۔ چک جھبرہ چک ۲۷ ج۔ب کلاں۔ چک ۳۳۔ ج۔ب چک ۹۴ ج۔ب سرشمیر روڈ۔ چک ۸۹ ج۔ب رتن۔ چک ۲۱۹ گنڈاسنگھ والا۔ چک ۲۶۲ گ۔ب شرقی چک ۸۸ ج۔ب۔ چک ۲۶۶۔ ر۔ب کھمڑیانوالہ۔ چک ۳۰ ج۔ب فین پور چک ۶۷۔ ر۔ب مال چک۔ چک ۸۲ ج۔ب نارنگ آباد۔ چک ۱۲۶۔ ر۔ب بہارنگ رہ جانہ چک ۲۷۷ ر۔ب ستیلا

ضلع ساہیوال :۔ صدر گوگیرہ۔ عارف والا۔ دیپالپور

ضلع لاہور :۔ پتوکی۔ قصور۔ باٹا پور

ضلع شیخوپورہ :۔ آنبہ کرم پورہ۔ چک ۱۱۷ چھور۔ بھکی۔ شیخوپورہ شہر۔ سانگلہ۔

ضلع گوجرانوالہ :۔ وزیر آباد۔ پیرکوٹ متصل احمد نگر۔ نوشہرہ ورکاں۔ لویری والا۔ گرمولہ ورکاں۔ چک پٹھانان

ضلع سیالکوٹ :۔ قلعہ سنگھیاں۔ بھوپال والا۔ بھاڈیوالہ۔ چونڈہ۔ سمبڑیال۔ موسےوالا۔ کوٹ کرم بخش۔

ضلع سرگودہا :۔ چک ۳۵ جنوبی۔ کوٹ مومن۔ ددوہ۔ چک ۳۹ ڈی۔بی۔

ضلع مظفرگڑھ :۔ شادن لنڈ۔ بستی احمد پور۔ چک ۳۷۵۔ ٹی ڈی اے

ضلع بہاولپور :۔ احمد پور شرقیہ۔ چک ۱۶۱ مراد

ضلع بہاولنگر :۔ چک $\frac{103}{6-R}$۔ چک ۱۸۴/۷۔آر۔ چک ۲۰۶ ہارون آباد۔ چک ۱۶۹ مراد۔

ضلع گجرات :- دھوریہ - گولیوالہ - ملک وال - نصیرہ - چک ۲۶ - احمد آباد - کنڑیانوالہ - کھاریاں - کالرہ کلاں

آزاد کشمیر :- باغ

ضلع راولپنڈی :- گوجر خان - کہوٹہ - چونترہ

ضلع مردان : لنڈی

ضلع کوئٹہ :- کوئٹہ شہر

خیرپور :- گوٹھ غلام محمد شہانی - گوٹھ فتح دین - کرونڈی -

ضلع سکھر :- سکھر شہر

ضلع نواب شاہ :- گوٹھ رحمت علی - گوٹھ امام بخش - گوٹھ شاہ دین - چک ۲۱ ددد ھ - محمود - قمر آباد
کوٹ مولا بخش - گوٹھ محمد اسماعیل - قاضی احمد - گوٹھ رئیس احمد عبد الحمید -

ضلع پشاور :- پشاور شہر - نوشہرہ چھاؤنی - پبی -

ضلع لاڑکانہ :- کھنڈو - الفد آباد -

ضلع سانگھڑ :- سانگھڑ شہر

ضلع میرپور خاص :- محمد آباد اسٹیٹ - چک ۲۷۰ ل - کاچیلو - نورنگر فنارم - نباسر روڈ - نوکوٹ -

کراچی :- کراچی شہر

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ایسی بڑی مجالس جہاں زعماء اعلیٰ مقرر ہیں ان مجالس کے بجٹ بھی بہت زیادہ ہیں اور ان مجالس میں سے جن مجالس کے عہدیداران نے نمایاں کام کیا ہے۔ ان کے نام دُعا کی غرض سے آپ کے سامنے پیش کردوں جو یہ ہیں :- سب سے پہلے ربوہ کی مجلس خاص طور پر قابل تعریف ہے کیونکہ انہوں نے اپنے بجٹ اور وصولی کو چوٹی پہ پہنچا دیا ہے اور اس وقت مقدار کے لحاظ سے نمبر ایک پہ ہے مکرم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب فاضل زعیم اعلیٰ ربوہ اس ترقی پر ہم سب کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اسی طرح لائل پور نے اس سال نمایاں ترقی کی ہے۔ اس مجلس نے اپنا بجٹ بڑھا کر اسے سو فیصدی پورا بھی کر دیا ہے اس کے لئے زعیم اعلیٰ قریشی افتخار علی صاحب اور ان کے نائب چوہدری احمد الدین صاحب تعریف کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد مکرم خان محمد شفیع صاحب نجیب آبادی۔ کراچی۔ مکرم میاں بشیر احمد صاحب کوئٹہ۔ اور مکرم چوہدری مبارک رکن الدین صاحب پشاور۔ چوہدری رشید احمد صاحب ملتان کے نام پیش ہیں۔ اور پھر ان تمام مجالس کے زعماء بھی آپ کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ جو اپنا بجٹ سو فیصدی پورا کر چکے ہیں اور جن کی مجالس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ اور پھر بعض ایسی مجالس بھی ہیں

جنہوں نے اس رپورٹ کے لکھے جانے کے بعد اپنے بجٹ پورے کر دیئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ فی الدنیا والاخرۃ۔

قیادتِ تعلیم

قیادت تعلیم کا کام دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اوّل قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام۔ دوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف اراکین انصاراللہ کو متوجہ کرنا۔ ان ہر دو اغراض کو پورا کرنے کے لئے سال کے دوران چار امتحانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جن میں سے دو میں قرآن کریم کے نصف پارہ کا ترجمہ بطور نصاب مقرر ہوتا ہے اور باقی دو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں سے ایک دو تصانیف بطور نصاب رکھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ادعیہ ماثورہ بھی نصاب میں شامل کی جاتی ہیں۔

اس پروگرام کی تکمیل کے لئے سال کے شروع میں نصاب کی تفصیل اور امتحانوں کے انعقاد کی تاریخیں مجلس کے کتابچہ "ضروری ہدایات" میں درج کر دی جاتی ہیں اور یہ کتابچہ ہر مجلس کو ارسال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ہر امتحان سے قبل متعدد بار اس کا اعلان اخبار الفضل میں بطور یاد دہانی ہو جاتا ہے سال رواں میں یہی طریق جاری رہا۔ اخبار میں اعلانات کے علاوہ زعماء اعلیٰ ربوہ، لاہور، راولپنڈی، سیالکوٹ ناظم اعلیٰ مشرقی پاکستان۔ اور ناظمین اضلاع خصوصاً۔ ناظم ضلع سرگودہا۔ اور جھنگ کو خطوط کے ذریعہ قیادت تعلیم کے کام کی طرف بطور خاص توجہ دلائی گئی۔

تعلیمُ القرآن

اس سال تعلیم القرآن کے سلسلہ میں سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍شہادت مطابق ۴؍اپریل ۶۹ء میں اراکین انصاراللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلے میں دو ذمہ داریاں آپ پر عاید ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی اور ایک ذمہ داری ان لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عائد ہوتی ہے کہ جن کے آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق راعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دونوں ذمہ داریوں کو

ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ بابت ماہ فتح ۱۳۴۸ ہش

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوئم ۱۳۴۸ ہش ۱۹۶۹ء

مورخہ ۶۹/۹/۲۰ و ۶۹/۹/۲۱ بروز جمعہ و اتوار اراکین انصاراللہ کا سہ ماہی سوئم کا امتحان منعقد ہوا۔ جس میں ترجمہ قرآن کریم نصف دوم پارہ دہم۔ ارکان صلوٰۃ کی صحت، قضائے حاجت کے لئے جانے سے قبل اور فراغت سے بعد کی دعائیں بطور نصاب مقرر تھیں۔ کل ۳۸۵ احباب امتحان میں شامل ہوئے۔ اس سہ ماہی میں مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاد رکن مجلس انصاراللہ چک ۱۱۷ چھور اول آئے اور مکرم چوہدری احمد الدین صاحب نائب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ لائل پور دوم قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔

(حبیب اللہ خان قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱	فیکٹری ایریا ربوہ	سید محمد محسن شاہ صاحب	A	۱۲	دارالرحمت وسطی ربوہ	خواجہ عبدالقیوم صاحب	A
۲	〃	مبارک احمد صاحب	A	۱۳	اسلام آباد ڈلہوزی	خواجہ نور الحسن صاحب قریشی	A
۳	〃	سید محمد شریف صاحب	A	۱۴	〃	حفیظ الرحمن صاحب	A
۴	〃	ملک بشارت احمد صاحب	A	۱۵	〃	محمد بشیر صاحب چغتائی	A
۵	〃	ماسٹر سعد اللہ خان صاحب	A	۱۶	گوجرہ ضلع لائلپور	مرزا غلام مصطفیٰ صاحب	A
۶	دارالرحمت وسطی ربوہ	محمد شفیع صاحب	A	۱۷	〃	عبدالعزیز صاحب	A
۷	〃	عبدالمومن صاحب	A	۱۸	〃	محمد دین صاحب	A
۸	〃	قریشی عطاء اللہ صاحب	A	۱۹	〃	حاجی محمد سعید صاحب	A
۹	〃	محمد عبداللہ صاحب	A	۲۰	〃	ماسٹر علی محمد صاحب مسلم	A
۱۰	〃	کیپٹن احمد الدین صاحب	A	۲۱	کراچی	محمد ایوب صاحب	A
۱۱	〃	عطاء الرحمن صاحب	A	۲۲	〃	سید نذیر احمد شاہ صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۳	کراچی	محمد عبداللہ صاحب	A
۲۴	ء	ملک محمد اشرف صاحب	A
۲۵	ء	مولوی عبدالمجید صاحب	A
۲۶	ء	حکیم عطاء اللہ صاحب	A
۲۷	ء	شیخ رحمت اللہ صاحب	A
۲۸	ء	نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	A
۲۹	ء	سید سعید خالد صاحب	A
۳۰	ء	محمد اسماعیل صاحب لقاپوری	A
۳۱	ء	صوبیدار برکت علی صاحب	A
۳۲	ء	آغا محمد عبداللہ صاحب	A
۳۳	ء	محمد نواز خان صاحب	A
۳۴	ء	سید عبدالکریم صاحب	A
۳۵	ء	محمد شفیع صاحب ہاشمی	A
۳۶	ء	میجر سید محمود احمد شاہ صاحب	A
۳۷	ء	ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب	A
۳۸	ء	چوہدری احمد جان صاحب	A
۳۹	"		
۴۰	ء	محمد شریف صاحب	A
۴۱	ء	مرزا عبدالرحمٰن صاحب	A
۴۲	ء	عبدالمجید صاحب	A
۴۳	ء	چوہدری نذیر احمد صاحب	A
۴۴	ء	عبدالحمید صاحب	A
۴۵	ء	میجر شمیم احمد صاحب	A
۴۶	ء	مرزا احمد حسین صاحب	A
۴۷	کراچی	محمد شریف صاحب چغتائی	A
۴۸	ء	محمد ابراہیم صاحب	A
۴۹	ء	محمد علی جان صاحب	A
۵۰	ء	فضل الرشید صاحب	A
۵۱	ء	محمد بشیر الدین صاحب	A
۵۲	ء	سید محمد یوسف شاہ صاحب	A
۵۳	ء	محمد حمید احمد صاحب	A
۵۴	ء	آفتاب احمد صاحب بسمل	A
۵۵	ء	مسعود احمد صاحب خورشید	A
۵۶	ء	خان محمد شفیع خان صاحب	A
۵۷	پشاور	رحیم بخش صاحب	A
۵۸	کراچی	چوہدری سلطان محمود صاحب	A
۵۹	ء	سردار عطاء اللہ صاحب	A
۶۰	ء	ملک نصیر احمد صاحب	A
۶۱	ء	محمد یوسف صاحب انجینئر	A
۶۲	پشاور چھاؤنی	ملک سعادت احمد صاحب	A
۶۳	ء	شمس الدین صاحب	A
۶۴	پشاور شہر	بختیار احمد صاحب	B
۶۴	ء	میاں عبدالرفیق صاحب	A
۶۵	ء	محمد عباس احمد صاحب	A
۶۶	ء	فضل الدین احمد صاحب	B
۶۷	ء	عبدالکریم صاحب	A
۶۸	ء	حنیف احمد صاحب	A
۶۹		نثار احمد صاحب فاروقی	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۷۰	پشاور	عبدالغفور صاحب	A
۷۱	؍	نیاز قطب احمد صاحب بٹ	A
۷۲	؍	چوہدری رکن الدین صاحب	A
۷۳	؍	محمد الطاف صاحب	A
۷۴	؍	مرزا غلام حیدر صاحب	A
۷۵	؍	شیخ محمود احمد صاحب	A
۷۶	؍	سعید احمد صاحب	A
۷۷	؍	ملک مبارک احمد صاحب	A
۷۸	؍	حبیب احمد صاحب	A
۷۹	؍	مرزا فضل قادر صاحب	A
۸۰	؍	عبدالحمید صاحب	A
۸۱	؍	میاں عبدالرشید خان صاحب	A
۸۲	؍	خلیل الرحمن صاحب	A
۸۳	کوہاٹ	حکیم عبدالرحیم صاحب	A
۸۴	؍	شاہد احمد صاحب	A
۸۵	لائل پور	ڈاکٹر نثار احمد صاحب	A
۸۶	؍	فضل الدین صاحب	A
۸۷	؍	صدیق احمد صاحب	A
۸۸	؍	خورشید احمد خان	A
۸۹	؍	رشید احمد صاحب	B
۹۰	؍	حکیم محمد بخش صاحب	B
۹۱	؍	عبدالحلیم صاحب	A
۹۲	؍	شیخ عبدالرحیم صاحب	A
۹۳	؍	فضل کریم صاحب	A
۹۴	لائل پور	بشیر احمد صاحب بٹ	B
۹۵	؍	محمد رفیع صاحب ناہر	B
۹۶	؍	شیخ محمد یوسف صاحب	B
۹۷	؍	چوہدری محمد اسماعیل صاحب	A
۹۸	؍	حوالدار بشیر بشیر احمد صاحب	A
۹۹	؍	ملک بشیر احمد صاحب	A
۱۰۰	؍	شیخ عبدالقادر صاحب خادم	A
۱۰۱	؍	مولوی عبدالرحمن صاحب	A
۱۰۲	؍	محمد فاضل صاحب	A
۱۰۳	؍	خان میر خان صاحب	A
۱۰۴	دارالیمن ربوہ	محمد حسین صاحب	B
۱۰۵	؍	منور احمد صاحب خوشنویس	A
۱۰۶	؍	حکیم سید عبدالباری صاحب	A
۱۰۷	دارالصدر غربی ربوہ	چوہدری ظہور احمد خان صاحب	A
۱۰۸	؍	چوہدری محفوظ الرحمن صاحب	A
۱۰۹	؍	محمد شریف صاحب ہاشمی	A
۱۱۰	؍	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	A
۱۱۱	؍	محمد ابراہیم رشید صاحب	A
۱۱۲	؍	قریشی محمد یوسف صاحب	A
۱۱۳	؍	ملک فضل الدین صاحب	A
۱۱۴	؍	چوہدری اللہ بخش صاحب	A
۱۱۵	؍	عبدالعزیز صاحب کھوکھر	A
۱۱۶	؍	قاضی عبدالسلام صاحب	A
۱۱۷	؍	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۱۸	دارالبرکات ربوہ	ملک حبیب الرحمٰن صاحب	A
۱۱۹	؍	امام علی صاحب	B
۱۲۰	؍	شرافت احمد صاحب	A
۱۲۱	؍	ماسٹر محمد اسحٰق صاحب	A
۱۲۲	؍	میاں چراغ الدین	A
۱۲۳	دارالیمن ربوہ	ماسٹر شیر علی صاحب	A
۱۲۴	؍	ماسٹر محمد یحییٰ خان صاحب	B
۱۲۵	؍	صوبیدار ملک محمد خان صاحب	A
۱۲۶	؍	فیروز دین چغتائی صاحب	B
۱۲۷	؍	چوہدری رحمت علی صاحب	A
۱۲۸	؍	بشیر احمد صاحب بھیروی	A
۱۲۹	؍	محمد اسماعیل صاحب اسلم	A
۱۳۰	؍	محمد حسین صاحب	A
۱۳۱	؍	ملک احمد خان صاحب	B
۱۳۲	؍	سراج الدین صاحب	B
۱۳۳	؍	ملک فضل احمد صاحب	B
۱۳۴	دارالرحمت شرقی	محمد یوسف صاحب	A
۱۳۵	؍	مرزا برکت علی صاحب	A
۱۳۶	؍	ماسٹر علم الدین	A
۱۳۷	؍	چوہدری فضل احمد صاحب	A
۱۳۸	راولپنڈی	عبدالغفور صاحب بھٹی	A
۱۳۹	؍	عبدالکریم صاحب رازی	A
۱۴۰	؍	قاضی محمد نذیر صاحب	A
۱۴۱	گھسیٹ پورہ	محمد خورشید صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۴۲	گھسیٹ پورہ	ماسٹر محمد شفیع صاحب	A
۱۴۳	کنری	فضل دین صاحب طارق	A
۱۴۴	؍	سید سعید احمد صاحب	A
۱۴۵	؍	ملک محمد سعد صاحب	A
۱۴۶	چکوال	محمد حسین صاحب	A
۱۴۷	؍	ملک عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۴۸	ڈرگ روڈ کراچی	ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب	A
۱۴۹	ماڑی پورہ	ملک عطاء الرحمٰن صاحب	A
۱۵۰	کریم نگر فارم	محمد الدین صاحب	A
۱۵۱	؍	محمد عبد اللہ صاحب	A
۱۵۲	دارالرحمت غربی ربوہ	حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	A
۱۵۳	؍	کیپٹن محمد سعید صاحب	A
۱۵۴	بشیر آباد سٹیٹ	عطاء اللہ صاحب	B
۱۵۵	؍	چوہدری منیر احمد صاحب	B
۱۵۶	گوجرہ ضلع لائلپور	مرزا محمد لطیف صاحب	A
۱۵۷	سیالکوٹ	سید شبیر احمد صاحب	A
۱۵۸	لائلپور	چوہدری احمد الدین صاحب وڑائچ	A
۱۵۹	؍	محمد طفیل صاحب	A
۱۶۰	؍	محمد یعقوب صاحب	B
۱۶۱	؍	فیض احمد خان صاحب	B
۱۶۲	؍	عبدالرشید صاحب بھٹی	A
۱۶۳	؍	چوہدری عبدالغنی صاحب	A
۱۶۴	؍	محمد اسماعیل صاحب	A
۱۶۵	؍	چوہدری عبدالکریم خان صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۶۶	لائل پور	عبدالحمید صاحب آصف	A
۱۶۷	〃	عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۶۸	〃	دوست محمد صاحب شمس	B
۱۶۹	〃	ظفراللہ خان چیمہ	A
۱۷۰	〃	شیخ عبداللطیف صاحب	A
۱۷۱	〃	محمد عبداللہ صاحب	B
۱۷۲	〃	قریشی محمد شریف صاحب	B
۱۷۳	〃	فضل کریم صاحب	A
۱۷۴	〃	شیخ عبدالرحیم	A
۱۷۵	〃	غلام غوث صاحب	A
۱۷۶	〃	محمد الدین صاحب	B
۱۷۷	〃	میجر منظور الحسن صاحب	B
۱۷۸	〃	تاج محمد صاحب	B
۱۷۹	〃	عطاء حسین شاہ صاحب	A
۱۸۰	〃	میاں غلام احمد صاحب	A
۱۸۱	〃	ایم علی خان صاحب	B
۱۸۲	〃	قریشی افتخار علی صاحب	A
۱۸۳	〃	صالح محمد صاحب	B
۱۸۴	〃	شیخ نصیر احمد صاحب	B
۱۸۵	〃	رحمت اللہ صاحب	B
۱۸۶	〃	محمد مسلم صاحب	B
۱۸۷	〃	محمد اسلم صاحب	A
۱۸۸	〃	حکیم سردار محمد صاحب	B
۱۸۹	〃	مستری مبشر احمد صاحب	B
۱۹۰	لائل پور	سید حاکم شاہ صاحب	B
۱۹۱	〃	چوہدری نصیر احمد صاحب	A
۱۹۲	〃	ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	A
۱۹۳	〃	پیر عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۹۴	〃	شیخ عبدالقیوم صاحب	B
۱۹۵	〃	منشی محمد خان صاحب	A
۱۹۶	〃	ڈاکٹر محمد الدین صاحب	A
۱۹۷	〃	محمد نواز گوندل صاحب	A
۱۹۸	〃	پیر محمد یوسف صاحب	A
۱۹۹	ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	محمد شریف صاحب	A
۲۰۰	دوالمیال ضلع جہلم	میجر ملک حبیب اللہ صاحب	A
۲۰۱	〃	کیپٹن شیر زمان صاحب	B
۲۰۲	〃	صوبیدار عبدالحاضر صاحب	B
۲۰۳	کوئٹہ	محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ	A
۲۰۴	〃	عبدالرشید صاحب	A
۲۰۵	〃	شاہ محمد صاحب	A
۲۰۶	〃	عبدالمجید خان صاحب	B
۲۰۷	〃	مرزا اعظم بیگ صاحب	B
۲۰۸	〃	میاں عبدالکریم صاحب	A
۲۰۹	〃	محمد یٰسین صاحب	A
۲۱۰	〃	صوبیدار میجر عبدالرحمٰن صاحب	A
۲۱۱	〃	مرزا محمد صادق صاحب	B
۲۱۲	〃	صوبیدار نواب دین صاحب	A
۲۱۳	〃	محمد فاضل صاحب	B

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۱۴	کوئٹہ	چوہدری بشیر احمد صاحب	A
۲۱۵	〃	محمد عیسیٰ جان صاحب	A
۲۱۶	〃	محمد اسحٰق صاحب عابد	B
۲۱۷	〃	فیض الحق خان صاحب	A
۲۱۸	〃	میاں جلال الدین صاحب	B
۲۱۹	〃	سید عبد الرشید صاحب	A
۲۲۰	〃	محمد عبد اللہ صاحب	A
۲۲۱	〃	میاں بشیر احمد صاحب	A
۲۲۲	گھنڈ (ضلع تھرپارکر)	عبد الغفور صاحب	A
۲۲۳	چک چہور ۱۷ شیخوپورہ	سید علی ہاشمی صاحب	A
۲۲۴	چک چہور ۱۷ شیخوپورہ	محمد ابراہیم صاحب (شاہد اوّل)	A
۲۲۵	سمبڑیال (سیالکوٹ)	احمد الدین صاحب	B
۲۲۶	〃	منیر احمد صاحب سراجی	B
۲۲۷	چنیوٹ	شیخ نذیر احمد صاحب	B
۲۲۸	〃	نور الٰہی صاحب	A
۲۲۹	〃	مرزا شریف بیگ صاحب	B
۲۳۰	〃	احمد علی خان صاحب	A
۲۳۱	اسلامیہ پارک لاہور	سردار بشیر احمد صاحب	A
۲۳۲	〃	عزیز محمد خان	A
۲۳۳	انور آباد (لاڑکانہ)	محمد انور صاحب ایڈوو	A
۲۳۴	کالیہ	عبد الحق صاحب	B
۲۳۵	آنبہ کرم پورہ	حکیم عبد الرحمٰن صاحب	B
۲۳۶	سانگلہ ہل	حکیم برکت اللہ صاحب	B
۲۳۷	〃	حکیم عنایت اللہ صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۳۸	گولیکی (گجرات)	اللہ دتہ صاحب	B
۲۳۹	〃	پیر محمد اکبر سقراط صاحب	A
۲۴۰	محمود آباد (جہلم)	راجہ فضل احمد صاحب	B
۲۴۱	〃	غلام مصطفیٰ صاحب	A
۲۴۲	نصرت آباد	سید عابد حسین شاہ صاحب	A
۲۴۳	〃	سید داؤد مظفر شاہ صاحب	A
۲۴۴	سکھر	قریشی عبد الرحمٰن صاحب	A
۲۴۵	〃	فخر الدین صاحب	B
۲۴۶	〃	محمد رفیع صوفی صاحب	A
۲۴۷	حلقہ ایبے سینیا لائن (کراچی)	سردار محمد صاحب	B
۲۴۸	شیخوپورہ	بشیر احمد صاحب قریشی	A
۲۴۹	〃	احمد علی خان صاحب	B
۲۵۰	〃	حکیم مرغوب اللہ صاحب	B
۲۵۱	〃	رائے عبد الرحمٰن صاحب	B
۲۵۲		شیخ گلزار احمد صاحب	B
۲۵۳	منڈی بہاؤالدین	چوہدری نذیر احمد صاحب	B
۲۵۴	گنگ چین	اکبر علی صاحب	A
۲۵۵	باغبان پورہ (لاہور)	عبد الرحمٰن صاحب	B
۲۵۶	کھاریاں	غلام رسول صاحب	B
۲۵۷	گجرات	ملک عبد الحق صاحب	A
۲۵۸	〃	سردار علی شاہ صاحب	B
۲۵۹	〃	برکت علی صاحب	B

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۶۰	گجرات	محمد اسحٰق صاحب	B
۲۶۱	؍	عنایت اللہ صاحب	B
۲۶۲	؍	سید شریف احمد معین الدین صاحب	B
۲۶۳	لاہور چھاؤنی	ڈاکٹر غلام احمد صاحب	A
۲۶۴	چک $\frac{۲۷۰}{R}$ کا چیلو	صوفی غلام محمد صاحب	A
۲۶۵	خوشاب	حافظ عبد الکریم صاحب	A
۲۶۶	؍	عبد الرحیم خان صاحب	A
۲۶۷	گھوگھیاٹ میانی	کامل دین صاحب	B
۲۶۸	؍	محمد احمد صاحب	B
۲۶۹	؍	محمد افضل صاحب	B
۲۷۰	؍	غلام حسین صاحب بشیر	B
۲۷۱	دار العلوم غربی ربوہ	چوہدری محمد علی خان صاحب	B
۲۷۲	؍	محمد اقبال صاحب	A
۲۷۳	؍	مرزا محمد یعقوب صاحب	B
۲۷۴	؍	ڈاکٹر محمد سلیم صاحب	A
۲۷۵	؍	عطاء اللہ خان صاحب	A
۲۷۶	؍	شیخ عطاء اللہ صاحب	B
۲۷۷	؍	حاجی رشید احمد صاحب	B
۲۷۸	؍	محمد امین صاحب	A
۲۷۹	؍	عبد الرحمٰن صاحب دہلوی	A
۲۸۰	چک $\frac{۱۶۸}{۱۷۱}$ منگلا	اللہ بخش صاحب اوّل	B
۲۸۱	؍	اللہ بخش صاحب ثانی	B
	معیار	دوم	
۲۸۲	لائل پور	مکرم شیخ غلام احمد صاحب	B
۲۸۳	؍	غلام قادر صاحب	B
۲۸۴	؍	ملک عبد المجید صاحب	B
۲۸۵	؍	نظام الدین صاحب	B
۲۸۶	؍	شیخ ارشاد احمد صاحب	A
۲۸۷	؍	جمال دین صاحب	A
۲۸۸	؍	میاں سعید احمد صاحب	B

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۸۹	لائل پور	غلام مرتضیٰ صاحب	B
۲۹۰	؍	شیخ سردار محمد صاحب	B
۲۹۱	؍	شیخ محمد صادق صاحب	A
۲۹۲	؍	عبد الرحمٰن صاحب ٹال والا	B
۲۹۳	؍	عبد المجید صاحب انبالوی	A
۲۹۴	؍	عبد الخالق صاحب	B
۲۹۵	؍	سلطان احمد صاحب	B
۲۹۶	؍	شیخ رشید احمد صاحب	B
۲۹۷	؍	محمد دین صاحب	A
۲۹۸	؍	عبد الغنی صاحب	B
۲۹۹	؍	عبد الحق صاحب	B
۳۰۰	؍	صوفی عبد الکریم صاحب	B
۳۰۱	؍	مہر الدین صاحب	A
۳۰۲	؍	محمد صادق صاحب	B
۳۰۳	؍	محمد نواز صاحب	A
۳۰۴	؍	مرزا شہاب الدین صاحب	B
۳۰۵	؍	حاجی مختار احمد صاحب	B
۳۰۶	؍	محمد خورشید صاحب	B
۳۰۷	؍	مشتاق احمد صاحب	A
۳۰۸	؍	غلام محمد صاحب	B
۳۰۹	؍	شیخ عبد اللہ صاحب	B
۳۱۰	؍	مرزا نذیر احمد صاحب	B
۳۱۱	؍	شیخ فضل الدین صاحب	A
۳۱۲	؍	شیخ فضل احمد صاحب	B
۳۱۳	؍	ملک عبد القادر صاحب	A
۳۱۴	؍	شیخ حشمت اللہ صاحب	B
۳۱۵	؍	فضل حق صاحب	A
۳۱۶	؍	غلام علی صاحب	B
۳۱۷	؍	شریف احمد صاحب	B
۳۱۸	؍	مستری قمر الدین صاحب	B
۳۱۹	؍	علی بخش صاحب	B
۳۲۰	؍	محمد رمضان صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
٣٢١	لائل پور	شیخ سراج الدین صاحب	B	٣٥٤	کراچی	چوہدری کرم دین صاحب	A
٣٢٢	〃	شیخ اللہ بخش صاحب	B	٣٥٥	〃	عین الدین صاحب	A
٣٢٣	〃	غلام حسین صاحب	B	٣٥٦	〃	ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب	A
٣٢٤	〃	سید بارک علی شاہ صاحب	A	٣٥٧	〃	شفیع احمد صاحب	A
٣٢٥	〃	حاجی محمد منشی صاحب	A	٣٥٨	〃	چوہدری بشیر احمد صاحب	A
٣٢٦	〃	مستری عبد الرحیم صاحب	B	٣٥٩	〃	محمد اشرف صاحب	A
٣٢٧	〃	ملک محمد احمد صاحب	B	٣٦٠	〃	سید محمد سعید شاہ صاحب	A
٣٢٨	〃	چوہدری حبیب احمد صاحب	B	٣٦١	〃	مستری فضل کریم صاحب	A
٣٢٩	〃	چوہدری جان محمد صاحب	B	٣٦٢	〃	بشارت احمد صاحب	B
٣٣٠	〃	محمد سلیم صاحب	A	٣٦٣	〃	علی محمد صاحب انور	A
٣٣١	〃	محمد یعقوب صاحب	A	٣٦٤	〃	شمشاد احمد صاحب	A
٣٣٢	〃	دریام الدین صاحب	A	٣٦٥	〃	ناظر احمد صاحب	A
٣٣٣	〃	حکیم خیر الدین صاحب	B	٣٦٦	〃	محمد انوار اللہ صاحب بخاری	A
٣٣٤	〃	حکیم شکر النبی صاحب	A	٣٦٧	〃	منظور حسین صاحب	A
٣٣٥	〃	دین محمد صاحب حوالدار	B	٣٦٨	〃	خادم حسین صاحب	A
٣٣٦	〃	شیخ فضل احمد صاحب	B	٣٦٩	〃	عبد الرشید صاحب (لیاقت آباد)	A
٣٣٧	〃	شیخ محمد بشیر صاحب	B	٣٧٠	〃	عبد السلام صاحب	A
٣٣٨	کراچی	چوہدری عبد العزیز صاحب	A	٣٧١	〃	غلام یٰسین صاحب	A
٣٣٩	〃	غلام رسول صاحب	A	٣٧٢	〃	مستری غلام رسول صاحب	A
٣٤٠	〃	صوفی حبیب اللہ صاحب	A	٣٧٣	〃	رفیق احمد صاحب	A
٣٤١	〃	فضل حق صاحب	A	٣٧٤	کنری	مولوی عبد الکریم صاحب	A
٣٤٢	〃	احمد الدین صاحب	A	٣٧٥	〃	ماسٹر محمد شریف صاحب	A
٣٤٣	〃	مرزا جہانگیر بیگ صاحب	A	٣٧٦	〃	ماسٹر عبد الغفور صاحب	A
٣٤٤	〃	بشیر احمد صاحب ڈرائیور	A	٣٧٧	〃	غلام نبی صاحب	A
٣٤٥	〃	ڈپٹی محمد حسین صاحب	A	٣٧٨	〃	سید عمر شاہ صاحب	A
٣٤٦	〃	جی ایم دائی پٹیل صاحب	A	٣٧٩	〃	سید بشیر حسن صاحب	A
٣٤٧	〃	حافظ محمد شفیع صاحب	A	٣٨٠	〃	عطاء اللہ صاحب فنڈ	A
٣٤٨	〃	ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	A	٣٨١	〃	عبد الرحمن صاحب ٹھیکیدار	A
٣٤٩	〃	شیخ بہادر علی صاحب	A	٣٨٢	〃	ڈاکٹر عبد اللطیف ڈار صاحب	A
٣٥٠	〃	عبد الرشید صاحب	A	٣٨٣	〃	چوہدری اللہ بخش صاحب	A
٣٥١	〃	ملک عبد الرحمن صاحب	A	٣٨٤	چک ٢٧٠ کاچیلو	عبد العزیز صاحب	A
٣٥٢	〃	چوہدری فضل الرحمن صاحب	A				
٣٥٣	〃	صدر الدین صاحب	A	٣٨٥	〃	میاں فضل دین صاحب	A

ديون

A
A
A
A
A
A
A
A
B
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A
A

كتبة هذا

ایمان ایک نهایت باریک اور گهرا راز هے

عملی طور سے سچی پاکیزگی حاصل کئے بغیر هرگز مطمئن نه هو

حضرت مسیح موعود علیه السلام فرماتے هیں :-

''میں سچ کهتا هوں که خدا تعالی کے پانے کے واسطے بڑی بڑی سخت مشکلات اور دشوار گزار گهاٹیاں هیں - ایمان صرف اسی کا نام نهیں که زبان سے کلمه پڑھ لیا لا اله الاالله محمدالرسول الله - ایمان ایک نهایت باریک اور گهرا راز هے اور ایک ایسے یقین کا نام هے جس سے جذبات نفسانیه انسان سے دور هو جاویں اور ایک گناه‌سوز حالت انسان کے اندر پیدا هو جاوے - جن کے وجود میں ایمان کا سچا نور اور حقیقی معرفت پیدا هو جاتی هے ان کی حالت هی کچھ الگ هو جاتی هے اور وه دنیا کے معمولی لوگوں کی طرح نهیں بلکه ممتاز هوتے هیں کوئی ایک گناه چهوڑ کر ایسا مغرور هو جانا اور مطمئن هو جانا که بس اب هم مومن بن گئے اور تمام مدارج ایمان هم نے طے کر لئے یه ایک اپنا خیال هے -

دیکهو انسان کی فطرت هی ایسی هے که همیشه ایک حالت پر قائم نهیں رهتی - بس جب تک لمبے تجربه اور استقامت سے یه امر بپایه‌ثبوت نه پهنچ جاوے که واقعی اب تم نے خداتعالی کو مقدم کر لیا هے اور تمهاری حالت گناه سوز مستقل هو گئی هے اور تم کو نفس اماره اور لوامه سے نکل کر نفس مطمئنه عطا کیا گیا هے اور عملی طور سے سچی پاکیزگی تم نے حاصل کر لی هے تب تک مطمئن هونے کی کوئی وجه نهیں — — — ایمان کوئی آسان سی بات نهیں - جب تک انسان مر هی نه جاوے تب تک کهاں هوسکتا هے که سچا ایمان حاصل هو،،

(ملفوظات جلد دهم صفحه ۲۷۵ ، ۲۷۶)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوه میں چهپا